

”وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا“ (المزمل: ۴)

آپ قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر (باتجوید) پڑھا کریں۔

فوائد مکیتہ

مؤلفہ

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مکی رحمہ اللہ علیہ

مع

حواشی مرضیہ

علامہ قاری ابن ضیاء محبت الدین احمد

مکتبہ التبشیریہ

کراچی - پاکستان

وَزَقَّلَ الْقُرْآنَ لِتَرْيَاةٍ (اعمر من: ۴)
 اور آپ قرآن کو خوب سمجھنے کے (باجوئے) پڑھا کریں۔

فوائد مکیتہ

مؤلف

حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب علمی رحمہ اللہ

مع

حوائج مریضہ

علامہ قاری ابن ضیاء محبت امین احمد



مکتبہ النشریۃ

کراچی - پاکستان

ترتیب کتاب - خورشید مسکن
 مؤلف - حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب قلمی دہلی
 تعداد صفحات - ۳۳۰۰
 تعداد اجرت - ۶۲
 سال شاعت - ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء
 نمبر ایف ڈی - ۲۰۰
 ناشر - مسکن

چودھری محمد علی رفیق وقف (رجسٹرڈ)
 Z-3، اورینٹل گلوبل انٹرن جوبہ، کراچی - پاکستان
 فون نمبر - ++92-21-4023113
 فیکس نمبر - ++92-21-4620864
 ای میل - al-bushra@cybernet.pk
 ویب سائٹ - www.ibnabbasaisha.com
 ملنے پر - مکتبہ علمیہ، بنوئی ٹاؤن، کراچی - پاکستان

++92-21-4918946، ++92-333-3213290،
 ++92-321-2242415
 مکتبہ الحرج، نورو بازار، لاہور - پاکستان
 ++92-321-4399313

اور تمام مشہور کتاب خانوں میں دستیاب ہے۔

فہرست کتاب

نمبر	موضوع	صفحہ
۱	مختصر تعارف	۵
۲	مقدمۃ الکتاب	۷
	باب اول	
۳	فصل اول	۱۰
۴	فصل ثانی	۱۵
۵	فصل ثالث	۹
۶	فصل رابع	۲۲
۷	فصل خامس	۲۳
	باب دوم	
۸	فصل اول	۲۷
۹	فصل ثانی	۳۵
۱۰	فصل ثالث	۳۹
۱۱	فصل رابع	۳
۱۲	فصل خامس	۳۲
۱۳	فصل ششم	۳۳
۱۴	فصل ہفتم	۳۵
۱۵	فصل ہشتم	۳۷

نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ
	باب سوم	
۱۶	فصل اول	۳۹
۱۷	فصل ثانی	۴۱
۱۸	فصل ثالث	۴۳
۱۹	فصل رابع	۴۹
	خاتمہ	
۲۰	فصل اول	۵۴
۲۱	فصل ثانی	۵۷
	قرآن مجید پڑھنے کے آداب	۵۹

مختصر تعارف

قاری عبدالرحمن مکی بناریہ

عجمی نوٹ اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند کے لوگوں نے اسے قرآن کریم تجوید و قرأت کے ساتھ پڑھنا ایک مشکل کام ہے۔ بنظر تعالیٰ علم و آرام قرأت کے ماہرین نے اس فن میں قیامت کی کوئیاں کے لوگوں کے لیے قرآن کریم پڑھنا ایسا آسان ہو گیا، جیسا کہ اہل عرب پڑھتے ہیں۔ قیامت میں شہرت رکھنے والے مولانا قاری عبدالرحمن فرخ آبادی بھی ان مایہ ناز قرآن و حضرات میں سے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں اس علم کی آب پاری کی، لہذا ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ کا مختصر تعارف اور عربی کرام کے سامنے آجائے۔

نامہ اور چنے چیداش عبدالرحمن، والدہ محمد بیہ، خان جو کہ شیخ طیش و شفیق وقت اور انہوں تھے۔ آپ اپنی وطن قائم تھے، چاہے ضلع فرخ آباد کا ایک قصبہ ہے۔

تعلیم و فراغت: آپ نے اپنے والد صاحب اور بڑے بھائی قاری عبداللہ صاحب کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کی، وہاں پر بھائی سے علم تجوید و قرأت کی تحصیل کر کے ہندوستان آئے اور کانپور میں مولانا احمد حسین صاحب کے مدرسہ میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

درسی و تدریسی: اسی مدرسہ میں کئی سال تک قرأت کے مدرسہ رہے۔ پھر آپ کو شیخ عبداللہ رحیم الدہلوی مدرسہ احیاء العلوم الدہلوی آئے۔ جہاں پر آپ سال بہ سال تک

درس اتمہ میں فرماتے رہے۔ جس سے یہ مدت طویل عرصہ تک علم قرآن کا مرکز رہا۔
 مشہور عالم دہ آپ کے کثیر تعداد میں شاگرد ہوئے۔ ان میں مشہور مولانا قاری ضیاء الدین
 احمد صاحب اور مولانا قاری عبدالحمید صاحب ہیں۔

وفات: کچھ شخص کی وجہ سے مولانا عین القضاء رحمہ اللہ کے چلانے پر آپ الہ آباد سے
 مدرسہ عالیہ فرقانیہ (لکھنؤ) تشریف لائے، دو سال کے قیام کے بعد ایک ہفتہ عیس رہے اور
 ۱۳۴۹ھ کو رحلت فرما گئے۔

آپ کے تصانیف میں سے ایک ”فوائد مکیہ“ اور دوسری ”الفضل القدیر“ (جو
 علامہ شطیہ ربیع علیہ کے قصیدہ راسیہ کی نہایت حقائقہ شرح ہے) مشہور ہوئیں۔
 حواشی فوائد مکیہ: ”تعلیقات مالکیہ“ از مولانا قاری عبدالماک صاحب علی گڑھی،
 ”حواشی مرضیہ“ از مولانا قاری حافظ محبت الدین احمد بن قاری ضیاء الدین احمد الہ آبادی۔

مکتبۃ البشری

۸ شوال ۱۳۲۸ھ

مقدمۃ الکتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ

الْمُرْسَلِیْنَ سُبْحٰنَا وَنُبِّیْنَا وَغِیْبُجِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ

وَآلِہٖ سَاطِیْہٖ وَآزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید کو قواعد تجوید سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اگر تجوید سے قرآن مجید نہ پڑھا گیا تو پڑھنے والا خطا وار کہلائے گا۔ پھر اگر ایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا دیا گیا یا حرکات میں غلطی کی یا ساکن کو متحرک یا متحرک کو ساکن کر دیا تو پڑھنے والا گمراہ گار ہوگا، اور اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے لفظ کا ہر

... وہ مضامین ضرور یہ جو کتاب کے معلقات سے ہوں اور مصرت و آسانی کے لیے مقصور سے چپے بیان کیے

ہائیں ان کو "مقدمۃ الکتاب" کہتے ہیں، اور یہ مقدمہ عام اور خاص ہے خاص مقدمۃ انعم کو بھی جس میں طری

قریفہ، موضوع، غایت، بیان کی جائے۔ ائمہ قرین ضیاء صحت الدین احمد علی مد

ع سب سے پہلے تجوید کا نظم بیان فرمایا پتا چھٹا علم جزری سے ہے۔ اُناتے ہیں ع

وَالْاُخْرٰی بِبِالْجَوْدِ خُصْمٌ لَّازِمٌ

یعنی تجوید کا خاص کرنا نہایت ضروری ہے جو غلطی واجب ہے۔

کے بعد اعلیٰ اللہ تعالیٰ و رزق الفؤان نورینا۔ (سورۃ مزمل: 4)

مع تجوید کا نظم بیان کرنے کے بعد اس کی وحید بیان فرمائی جیسا کہ علامہ جزری سے ہے فرماتے ہیں ع

مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ اَبَسَمَ

یعنی جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گمراہ گار ہے۔

حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تھمیں حرف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور غیر متیزہ ہیں۔ یہ اگر ادا نہ ہوں تو خوف عذاب اور شہید کا ہے۔ پہلی قسم کی غلطیوں کو ثمن ہیں اور دوسری قسم کی غلطیوں کو ثمن ثانی کہتے ہیں۔

تجوید کے معنی ہر حرف کو اپنے خرّیج سے مع بعض صفات کے ادا کرنا۔ اس کا اور مشتق

اس سے ہوا "صفات لازمہ غیر متیزہ" پیر، چل، رواج، کی صفت استعلاء کے یا ا، ط، و کی صفت طباق وغیرہ۔ جسے صرّ صفت تیسری سے ساتھ غواہان فرمایا کہ "اور غیر متیزہ ہیں باقی صفت عارضہ کی قسم غیر متیزہ" اس کتاب میں صرف تین نظریے تحریر ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب

یہ بھی چاہئے کہ اس پر ہر کے پانچ طرہ ہیں ذوقی، دہانے، چاٹنے، ہمو، دہانے یا نہ دہانے، اس قسم کی معنی اور تباہی غلطیاں ہیں انہی پر ان "ثمن ثانی" سے ہیں۔

۱۔ یعنی صفات غیر متیزہ یا صفات عارضہ تہ ادا ہوں۔ اس قسم کی غلطیوں کو وجہ عدم وقیفہ غیر متیزہ کہہ سکتے ہیں۔ اس حدیث میں کہ "ثمن ثانی" کہتے ہیں یہاں ثمن ثانی تو تجوید اور غنیصہ علمی سمجھ کر اس کی صحت سے لاپرواہ کرنا چاہی غلطی ہے۔

۲۔ تجوید جیسے صحران، مہر، اس کی عبارت سے قرآن کریم "و انی انما ان کے پانچ یا چھ ایک یا دو قرآن مجید تجوید کی لئے جو تارال معات، جبر، اے طار، مزی، دین، فرماتے ہیں۔

لا تدرہ الا انفسہ ولا تدرہ الا انفسہ ولا تدرہ الا انفسہ

ہی قرآن مجید دہرہ معاتہ تجوید پر صائب ثمن ثانی کہتے ہیں۔

۳۔ جس جگہ سے کج حرف لکھا ہے اس کو "ثمن ثانی" کہتے ہیں۔

۴۔ اس ادا سے حرف صحیح لکھا ہے اس کو "صفت" کہتے ہیں۔ اور صفات مع صفت کی ہے، ثمن کے ساتھ اس لیے بیان کیا کہ ایک ایک حرف میں کئی کئی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً د میں جبر، دین، استقلال، انکسار، غفران، پانچ صفتیں پائی گئیں۔ جبر، اور صفات سے دین اور غفران سے معلوم ہوگا۔

۵۔ جس سے عادت کسی صحت پر پائی گئی ہے ایسا وہ "صحت" کہتے ہیں۔ مثلاً صحران میں صحت کے خلاف "و صفات سے عادت کی بات ہے۔ تو اس وقت کہ وہ صحت پر علم ہو کہ وہ صحت پر کچھ بات ہے۔

حروف تہجی نہ غایتاً تصحیح حروف ہے، اور خوش آوازی سے پڑھنا، امرِ زائد مستحسن ہے اور قواعدِ تجوید کے خلاف نہ ہو، ورنہ مہر وہ ہے اگر لُحْنِ فُطْی لازم آئے، اور اگر لُحْنِ عِلّی لازم آئے تو حرام منوع ہے۔ پڑھنا اور سننا دونوں کا ایک حکم ہے۔

اگر کسی کام کے کرنے پر برکتیہ واقع ہو رہا ہے تو "غایت" کہتے ہیں، مثلاً: تجویز کے ساتھ پڑھنے سے تصحیح کا ماحول ملے گا، جیسا کہ غایت تجویز میں بیان کی۔ اور اگر اس تصحیح سے غرض ثواب ہو تو ان شاء اللہ ثواب بھی ملے گا۔

اس میں خوش آوازی تجویز کے قواعد اور علمِ ولیدہ سے خارج ہے اگرچہ امرِ مستحسن ہے، وجہ کہ حضور و کرم ﷺ فرماتے ہیں: "وَلْيُتَوَكَّلْ عَلَى مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ قُرْآنٍ يَدْرُسُونَ"۔ یعنی اپنی آوازوں سے قرآن مجید کو سنتے رہو۔ یہ حکم بہت سے لوگوں نے خوش آوازی کو تجویز کا موقوف بنا کر قرار دیا، لہذا یہ یہاں تک کہ ہم تجویز کا مسئلہ نہیں لڑتے کہ ہماری آواز اتنی نہیں، یا ان لوگوں میں امرِ غرض خوش آوازی نہیں ہے، بلکہ جو سچ پڑھنے سے اُطعون کرتے ہیں، یا انفسِ و جہل کے پیچھے پڑے رہتے ہیں وہ تجویز کا خیال نہیں کرتے اس لیے فرمایا کہ خوش آوازی سے پڑھنا ماحولِ مستحسن ہے، اور بھی اس شرط کے ساتھ بے شک ممکن بھی لازم نہ آئے، ورنہ حرام ہے اور اگر مجبوریِ ماحولِ فُطْی لازم آئے تو مکروہ ہے۔ کما ذکرہ شیخنا المعصف رحمہ اللہ۔

اس میں کسی طرح بھی کسی کے ساتھ پڑھنا حرام ہے اسی طرح فحش بھی حرام ہے، اور اس طرح فحشِ فُطْی کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح اس کا سننا بھی مکروہ ہے، بہر حال نفسِ ماجور اور فحش سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

تہا بہت ضروری ہے سو اُن کے سورہہ ہذا کے اور اوسط اور اجزاء کی اختیار ہے چاہے

١٤ عن أبي خزيمة أن رسول الله ﷺ فرأى أنه الله الرحمن الرحيم في أول المصاحفة في
الصفحة وعندها آية أيضاً فهي آية أنزلها من قبلها في إحدى النسخة المصحف على
نوازلها وعليه ملئت من القرآن النسخة ابن كثير وعاصم والكلابي فينقلونها آية بها على
من القرآن أول كل سورة من الأنفال في القرآن الأربعة عشر أو قبل آية ثمة من كل
سورة وهو قول ابن عباس وابن عمر وسعيد بن جبلة وأبو هريرة وعطاء وعبد الله بن مبارك
وعلي بن قيس مكي والكوفي ونسبوا لها وهو قول الحذيثي الشافعي من معار فهدى في
القول والأبناء أو الحاصل أن الشكر حمدوا حال الأذن والمسلمين أحذر
ملاحض المصحف ولا يحصى قوة دليل المسلمين لا سيما مع كثرة التمسك في أول كل
سورة إجماعاً من الصحابة من شرح الشافعية لملا على قاري ثم أحمد بن محمد
بفسحها آية من كل سورة من وراء ذلك وفيه غير قليل من كتب المعاني شرح حرز الاماني
قال السجواني بتسليم الشافعي واتفق القرآن عليها في أول المصاحفة كما في كثير وعاصم
والكلابي يعقدونها آية منها من كل سورة والضوابط أن كل من الفوائد خير وأنها آية
من القرآن هي بعض القرآن وهي لواء الذين يخلصون بها من الشؤم والويلست آية خير
فإن من لم يخلص بها الشكر في الثورات العشر للامام من الحزبي رحمه الله

آپس میں کریمہ غفرانہ سے مراد ہے کہ تکتیل وعلی اللہ تعالیٰ نے ہر ذات میں اللہ تعالیٰ الرحمن الرحیم ۔
تو حق کے شان میں فرمان کے اندر اس آیت بھی شامل ہے جس کا معنی ہے کہ یہ ایک مستقل آیت ہے، اس
قرآن کا حصہ ہے، یہ بھی ان کا وہ پہلا حق ہے جس میں اس آیت کا کلی معنی ہے، اس آیت کی یہ معنی
ہی ہے کہ ۔ اور یہ قول واقعہ کی آیت ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، بعد قرآن کریم کے ہر حدیث کے کہ ۔
تو ایک آیت کہتے ہیں، اجماع صحابہؓ پر، جہاں کہہ کر آیت ہے کہ حاکم سے کہ ۔ حدیث سے یہ ان لوگوں میں
مترجمین ہیں، ترجمہ، اجماع اور صحابہؓ میں مباہلہ بھی کہہ کر اس آیت کے جوہر میں یہ کہ ۔ اور اس آیت کے
میں اس آیت کے معنی کا کلی ہر پہلو ہے کہ ۔ احسان الہدیٰ فی الوفاء والامداد کا معنی ہے کہ اللہ
تعالیٰ سے جان کے طور پر ہے کہ ۔ اور یہ بھی کہ ۔ اس آیت کے معنی ہیں کہ ۔ اور یہ آیت کا حصہ ہے کہ ۔

بسم اللہ پڑھے اور چاہے نہ پڑھے۔ استغوذ اور بسم اللہ پڑھنے میں چار صورتیں ہیں:

۱۔ پڑھنے والوں کی دلیل کی قوت عملی نہیں نکال کر بسم کہ بسم اللہ جو سورت کے شروع میں اشاعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے مکی ہے۔ مفسر حنابلہ لعل علی قوی، پھر بسم اللہ پڑھنے والے بعض اس کو سورت سے الگ کر دیتے ہیں۔ کہ اول آیت شکر ہے میں اور وہ فضل علوہ کالوں پر ہے۔ کہ جس۔ دکنر العدی مروج حرز الامانی کاوی شکر و الحمد انما فی فضل فرات ہے کہ قوت نے اس کے جزاء فاجر ہونے پر نقد کیا ہے جس۔ ابن کثیر، مسم اور کمالی بریجہ اس کو سورۃ فاتحہ اور ہر سورت سے الگ کرتے ہیں اور صواب یہ ہے کہ ان کی قول حق میں اور آیت قرآن سے ہے بعض قرأت میں۔ اور قرأت ان لوگوں کی ہے جو دریاں دوسروں کے بسم اللہ سے فصل کرتے ہیں اور جو کہ اس سے فصل نہیں کرتے ان کی قرأت میں یہ آیت نہیں۔

۲۔ سورۃ کے شروع میں بلا حقیق تر بسم ہے۔ چاہے نہ پڑھے، و قرأت وہ چاہے وہ پڑھے قرأت ہو اس سے کہ بسم اللہ آیت رحمت ہے اور پڑھنا آیت غضب ہے جو کہ ظاہر شامی بھی فرماتے ہیں۔

وَمَا مِنْ قَبْلِهَا إِلَّا سُبْحَاتُ بَرَاءةٍ لَكَ بِهَا بِقَبْلِهَا بِقَبْلِهَا

یعنی بسم کسی سورت سے فصل کیا جائے سورۃ اور قاری بسم کی جائے سورۃ اور سورۃ سے تو بسم نازل کرنے والا ہے۔ کہ۔ جو حقیر کے بسم اللہ نہیں رحمت کی بلکہ سب نہیں کہ آیت رحمت کہ آیت غضب نے مانع فرمایا کیا ہائے جہنمی سورت کے دریاں سے شروع کرنے بلکہ بسم اللہ کے بارے میں اختیار ہے اور چہ سورۃ اور قاری۔

۳۔ شیخ طبرانی نے بھی ائمہ و فرات اعتقاد سورت سے جو بسم اللہ اور بسم کے فصل فصل کے لکھا ہے چہ و انہیں ہیں چہ کہ کتاب میں مذکور ہیں کہ استعمال کا بسم اور قرآن سے فصل بہتر ہے۔ سورۃ کہ "عن الہدی فی الوقف والاعتدال" میں ہے۔ "الصلوات الاشیعۃ یسبح فقلعہا من التسمیۃ من اول انشورۃ لا یسبح من القرآن" اور اگر سورۃ اور سورۃ سے قرأت شروع کی جائے استعمال کا بسم فصل دونوں جو کہ ہے جبراً اور "الصحیح" میں ہے "توہ نحوہ فی الوقف علی اللہ و قد ووضیۃ بعافۃ یسبحہ کان او غیرہا من القرآن" اسو۔

(۱) فصل کل (۲) وصل کل (۳) فصل اول وصل ثانی (۴) وصل اول فصل ثانی۔

جب ایک سورت کو ختم کر کے دوسری شروع کریں تو تین صورتیں جائز ہیں اور چوتھی صورت جائز نہیں، یعنی فصل کل اور وصل کل، اور فصل اول وصل ثانی جائز ہے، اور وصل اول فصل ثانی جائز نہیں۔

فائدہ: امام ماسم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نقلی روایت تمام جہان میں پڑھی جاتی ہے اس لئے یہاں بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے تو اس لحاظ سے جس سورت کو قوری بغیر بسم اللہ پڑھے گا تو وہ سورت امام ماسم رحمہ اللہ کے نزدیک ناقص ہوگی، ایسے ہی اگر سارا قرآن پڑھا جائے تو یہ بھی درمیان قرأت شروع سورت میں نہیں ہی سمجھا جائے گا، جیسا کہ کتاب میں مذکور ہے، اور قرأت قرأت درمیان سورت سے ہو تو بسم اللہ پڑھنے کی سورت میں چاروں دیکھی جائز ہیں لیکن شروع میں شیطان کا نام ہو تو وصل جائز نہیں، مثل المشیط بعد ثکم الفجر اور تو بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اشتعا کا وصل فصل دونوں جائز ہیں لیکن شروع میں اللہ پاک کا کوئی نام ہو تو اشتعا کا وصل نہ کرے، مثل اللہ هو اللہ، الذین امن ولحقہ۔

یہ کیونکہ بسم اللہ کا شروع سورت سے تعلق ہے اس وجہ سے بسم اللہ کا وصل سورت سے اور فصل شروع سورت سے جائز نہیں، یوں کہ امام ستاھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وہما فصلان مع الواجب مؤثر في الانسداد والذخیر فیہما فصلان

یعنی جب کہ بسم اللہ کا ختم سورت سے وصل کیا جائے تو نہ بات کر اس وقت بسم اللہ پڑھا کر شادی میں جائے، کیونکہ بسم فصل کے بسم اللہ کا شروع سورت میں نہ پڑھنا لازم آجگا۔

یہ اس وجہ سے کہ امام عظیم صاحب رحمہ اللہ علامہ قرأت میں امام ماسم رحمہ اللہ سے متاثر ہیں، لہذا مواضع قرأت روایت کے خلاف قرأت امام ماسم رحمہ اللہ کی اور روایت عائشہ کی پڑھتے ہیں، اور چونکہ روایت عائشہ بھی قرأت سیدہ عائشہ میں سے ایک قرأت ہے، اس لئے اس کے موافق قرآن شریف میں نقلے، اعراب وغیرہ لکھے ہیں، اس سورت کی وجہ سے شوافع وغیرہ بھی انہیں کی قرأت لکھتے ہیں۔

جتنی باتوں میں بسم اللہ نہیں پڑھی ہے حتیٰ آیتیں قرآن شریف میں پڑھیں ہوں گی۔
 لہذا اگر وہ میان قرأت کے کوئی کام نہیں کر سکتا تو کیا اگرچہ سلام کا ہر آپ ہی کسی کو دیا ہو تو پھر
 استعاذہ و غیرہ مانا جائے۔

نہ ہر قرأت جبر یہ میں استعاذہ بھر کے ساتھ ہونا چاہیے اور اثر بہت سے یا دل میں
 استعاذہ و غیرہ کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (فصل کا قول ایسا ہے)

۱۔ تحریر مطبوعہ سے کہ بسم اللہ و ہر صحت کا قرآن کا ہر فعلی کسی کے بعد مجتہدین و مشہور علماء کے اختلاف ہے اور
 یہ روایات کے قائل ہیں اور شافعی جزیہ و ہر صحت کے قائل ہیں اسے ہی دلیل بخیر و سم اور سنی استعاذہ کی
 طرف بہت اعتقاد ہے۔ ہر صحت کا قرآن ہر فعلی ہے فعلی نہیں کیونکہ سب تہذیب اور قرأت کی باتوں میں جن نے
 متذہبن نے فعلی لکھا ہے ان کے قول ہے کہ یہ قرآن ہر صحت ہے۔ قائل ہیں اور ان قرآن کے روایت امتداد
 و نزولیت و ہر صحت کی نظر نہیں آتی۔ لہذا بسم اللہ کی روایت ان قرآن کے فعلی ہے اور امتداد و نزولیت و
 مسئلہ فعلی ہے علم و صحت سے ان کو قطع نہیں۔

۲۔ کتب قرأت میں ہر صحت کی بیان کیے ہوئے ہیں اور صحت کے تحقق میں ایسا اختلاف ہے کہ روایت فعلی کی
 یا ہر صحت کی بات اور ہر صحت بخیر و سم کے قائل ان کے تحقق میں ایسا اختلاف ہے کہ قیاس ہے یا نہیں
 امام انصاری صاحب تہذیب النبی تفسیر و تفسیر انصاری ہے و یہ آیت انکم من مسلمین و انکم بسم اللہ
 انکم خاص کر حیم کے عام و صحت اللہ و ہر صحت کے شروع کا قرآن نہیں ہر صحت قرآن کا جز ہے۔ لہذا اس طرح
 میں ایک جگہ نہیں بھی لکھا کہ میں پڑھ لے سے قرآن مجید پڑھا۔ ہر صحت کے بیان و صحت روایت فعلی کے ہر صحت
 محکم قرآن کے خلاف نہیں ہیں۔ پس ہر صحت اللہ و ہر صحت قرأت و ہر صحت سے پھرنا ضروری ہے۔

۳۔ یعنی مشقت قرآن سے کوئی بات نہ ہوگی اور میں نے کہ فی حقیقت قرآن میں نہ فی قرأت ہے، پس اگر عام
 قرأت میں نہ ہوگی یا ایسا تو عقلاً و پھر ان کے بیان کی باتوں میں ان کے قرآن و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت
 کا ہر صحت میں ان کے ہر صحت میں ان کے ہر صحت سے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت سے
 ہر صحت کے ہر صحت نہیں ہے۔

۴۔ بعض مفسرین اس کو قرآن و ہر صحت میں لے کر ہر صحت لے کر ہیں۔ ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت
 میں ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت
 ہر صحت کے ہر صحت سے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت و ہر صحت کے ہر صحت ہے۔

فصل ثانی: مخارج کے بیان میں

مخارج مروجہ کے چار ہیں

(۱) قسطنطینی حق اس سے ا، ع، و نکلتے ہیں۔

(۲) اوسط حق اس سے ی، ج نکلتے ہیں۔

(۳) قسطنطینی طلق اس سے غ، ح نکلتے ہیں۔

(۴) اقصی لسان اور اوپر کا تالو اس سے ق نکلتا ہے۔

(۵) اختلف کے مخارج سے ذرا حصہ ک طرف ہٹ کر اس سے ک نکلتا ہے۔ ان دونوں حرفوں کو

یعنی ق، ک کو مروجہ کہتے ہیں۔

(۶) کوسم لسان اس سے ح، خ نکلتے ہیں۔

(۷) حاکمہ لسان اور ذالحمون کی جڑ اس سے جس نکلتا ہے۔

(۸) طرف لسان و زبانوں کی جڑ اس سے ل، و نکلتے ہیں۔

(۹) انوک زبان اور ثانیایا ملیا کی جڑ اس سے ط، ذ نکلتے ہیں۔

(۱۰) قوس زبان اور شیخ علیا کا کنارہ اس سے خ، د نکلتے ہیں۔

(۱۱) قوس زبان اور شیخ سفلی کا کنارہ مع اتصال ثانیایا کے اس سے س، ز نکلتے ہیں۔

(۱۲) نیچے کا لبہ اور ثانیایا علیہ کا کنارہ اس سے ف نکلتا ہے۔

(۱۳) اوپری لب اس سے ب، م، ن نکلتے ہیں۔

افراد کے مذہب کی بنا پر الف، ہ، حصرہ، ذکثر، یف، و، س، ج سے لفظ کو بھی حصرہ کے مرتبہ بیان

فرمایا چونکہ الف خارج حصرہ و حصرہ طلق سے نکلتا ہے اس وجہ سے م و حصرہ "نہیں کہتے بلکہ "ہوق" مزاہد "نہیں"

کہتے ہیں۔ روف صغیر ان حرفوں کو کہتے ہیں تو یا اخلاقی حق کے مخارج طلق سے نکلتے ہیں۔

(۳۰) ضیوہ: اس کے مذکر کما ہے، مرا اس کے "نون مخفی" اور "مذغم بادعہ م ناقص" ہے۔

فائدہ یہ مذہب لڑاء وغیرہ کا ہے اور سیویہ کے نزدیک سولہ تخریج ہیں انہوں نے (ل) کا تخریج حافہ لسان، س کے بعد (ن) کا تخریج کہا ہے، اس کے بعد (ر) کا تخریج ہے۔ اور ظلیل کے نزدیک سترہ ہیں، انہوں نے (ل، ا، ن، ر) کا تخریج جدا جدا رکھا ہے اور حروف علت جب مذکور اول ان کا تخریج جوف سے کیا ہے۔

نہ مخفی بضم المیم وفتح الفاء صحیح ہے یعنی وہ قد جوا الفاء اور اعلام تامل حال میں بتدریک الف تخطا ہے اس کا "حرف فرعی" کہتے ہیں۔

لے تخی و او اور یا کیوں الف پیش حرف مذکور ہے۔

جر یعنی ۱۰-۱۱ اس کے پیچھے پیش اور بانے سانس سے پہلے زیر ہو، داتی الف ہمیشہ سرکن و تخی زیر ہو جاتا ہے لیکن جب ہمسہ و شکل الف سانس، تخی زیر ہوگا تو اس الف پر براہ ضرور ہوگا اور جھلکے سے براہ اب نہیں سانس، الف اور ہمسہ میں یہی فرق ہے۔

سمیعنی واعدہ اپنے ہی تخریج کے جوف سے روئے مذہب تخی تخریج کے جوف سے اس طرف اور جوتے ہیں کہ تخریج کا تحقق نہیں ہو، بلکہ مثلاً: الف نے واعدہ اور یے مذہب بھی ہوا پر تمام ہو جاتے ہیں جیسا کہ علامہ جزیری: نتیجہ فرماتے ہیں۔

فالف الخواف وأخفها وهي خسوف مبهللهوا، لفظهسي

۵، فائدہ یہ اختلاف تخریج ۱۰، ۱۱، ۱۲ کا اصلی اختلاف نہیں ہے۔ ذرا سے ا، ن، ر میں قرب کا لحاظ کر کے فیک کھدیا۔ سیویہ اور ظلیل نے قرب کا لحاظ نہ کرتے بلکہ تخریج مزید کیا، جیسا کہ متفقین کا قول ہے کہ ہر حرف کا تخریج ہمیدہ ہے مگر بہت قرب کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے بلکہ الف میں حروف مذہب کا تخریج ظلیل نے جوف کہا ہے، ذرا سیویہ نے مذہب اور فیر مذہب کی تخریج کہا ہے تخریج جوف زاد لکھی کیا۔ اس میں تحقیق یہ ہے کہ الف اگل برائی حرف ہے اس میں اتحاد صوت کا کسی جزء ممکن نہیں جوتا، وہی دعوے فرما، و سیویہ نے مبداء و تخریج یعنی اشباہ معنی اس کا تخریج کہا، ہے اور حرف (و) اور (ی) جب مذہب تو اس وقت اتحاد صوت کا زمانہ و تخیس پر بہت ضعیف ہوتا ہے مگر ہوتا ضرور ہے، تو لڑاء و سیویہ نے اس کا ضعیف کیا جب۔ و مذہب اور فیر مذہب کے تخریج میں فرق نہیں یا ظلیل نے ضعف قوت کو لحاظ کر کے یک "تخریج حرف" زائد کیا ہے۔ =

= ثانی اہل قاری، سید کی عبارت سے بھی کل اسانیدیت ہے، وہ لکھتے ہیں: "وإن الشُّونَ وَالْمُخَصَّصَةَ مُرْتَبَعَةٌ مِنْ مَخْرَجِ الْعَذَابِ وَمِنْ تَحْقِيقِ الْقَضِيَةِ فِي تَحْقِيقِ الْكَمَالَاتِ". "تحقیق القضاة" کے معنی وہ جو عذاب اور ان کا خزانہ فیثوم ہے، قیب ماقلا۔

ثالثاً امام بزرگ صاحب "المشرفیہ القریات العشر" میں لکھتے ہیں: "السُّورُحُ السَّبْعُ عَشَرَ: الْخُفْرُ، وَهُوَ الْفُتَّةُ وَهِيَ تَكُونُ فِي الشُّونِ وَالْبَيْمِ الْكَثِيرِ حَالَةَ الْإِخْفَاءِ، وَتَدْفِي خُفْجَهُ مِنْ لَدُنْهُمْ مَالِكَةً فَإِنْ مَخْرَجَ الْحَرْفِ يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْمَانَةِ عَنْ مَخْرَجِ الْأَصْحَى عَلَى الْفَرْقِ الْمَضْبُحِ كَمَا تَخْرُجُ مَخْرَجَ حُرُوفِ السُّورِ مِنْ مَخْرَجِهَا إِلَى الْمَعْرُوفِ عَنِ انْضِوَابِ" پھر آگے "احکام الشون الساکة والنون" کی تقریرات میں لکھتے ہیں: "الْأَوَّلُ مَخْرَجُ الشُّونِ وَالنُّونِ مَعَ حُرُوفِ الْأَفْهَاءِ الْحَمْسَةِ عَشْرَ مِنَ الْخُفْسُومِ لَفْظٍ، وَلَا يَخْطُ لَهَا مَعْقُوفٌ فِي الْقَهْ لَذَنَ لَا يَمْعَلُ لِلْمَسْأَلَةِ شَيْئاً كَمَا هُوَ مَنَعٌ لَا يَطْهَرُ وَلَا يَنْفَعُ بَعْدَ" اس سے معلوم ہوا کہ قیادی ہے "فلنقل نحن" میں انگریزوں اور انگریزوں میں جو عمل ہے یہ نہ تو عمل میں نہیں اب تو قول لے کر نقل اور تہذیب کے مابین تو لاغسل کھیلنے مع مابعد غفلت بغیر اس کے عارض ہوگا پھر اور قول سے قیادہ بیان اس کی طرف پر کہ قول میں بحال الیہ انوں کو دخل سے مگر نون خیف میں بہ نسبت نون مشدود کے ساتھ کہ بہت نہ بڑھتا ہے۔ مختلف نون مشدود، غم بغیر ہم مشدود، کلمات کے کہ اس میں اسانید اور یاد میں ہے۔ ایک بات اور یہاں سے ظاہر ہوتی ہے کہ دیکھتی ہیں اسانید میں بھی نہ ہو جیسا کہ نون ہم مشدود میں ہوتا ہے۔ اور نہ بعد سے صرف کے خزانہ پر عذاب ہیرہ کہ (وادی، لہ، وادی، عاصی) انعام یا لہذا اتحاد ہوتا ہے تاکہ ان حرفوں میں ادغام یا بعض کی صورت یہ ہے کہ وہی کے مابعد کے حرف سے پہلے احوال حرف کو اس کے خزانہ سے نکالتی ہے تاکہ وہی کے بعد میں اسانید ہو۔ اس میں غم بغیر ہوتا ہے اس کو صرف لے کر ساتھ لکھی گئی تھیں نہیں کیا، تاکہ یہاں واسطوں کو باطل انعام ہوئی ہے اور واسطی مخرج سے کچھ متعلق رہا ہے۔ صرف غم بغیر ہوتی ہے جس کا کل خیمہ ہے۔ مختلف نون لکھی کے کہ اس کی طرف سے ہوتی ہوتی ہے "مخرج سنی" مخرج من الخیشوم ولا عصبی لیسانہ فہ ولا تہ حرف، حرفہ" اب امام بزرگ صاحب نے اس سے بھی ثابت ہو کر اس۔

تلفظ کے پانچ حروف ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ حَبْ ہے مگر (ق) میں قُلفظ و واجب بانی چند حروف میں جائز ہے، تلفظ کے معنی تحریر میں جنہیں وید سختی کے ساتھ - (ر) میں محنت، محنت، محنت کی ہے، مگر اس سے جہاں تک ممکن ہو احتراز کرنا چاہیے۔ (ص) میں صفت، نفسانی ہے یعنی منہ میں صوت (آواز) پھیلتی ہے۔ (ض) میں صفت استعلا ہے اور (ص و س) روف صغیر کہلاتے ہیں (ن و م) میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ ناک میں ٹوٹا رہتی جاتی ہے اور یہ یعنی حذف میں تلفظ بالاتفاق معتبر ہے کیونکہ یہ سب حروف طب حد کے خلاف ہیں اور استعلا و قوت شدت بہت زیادہ ظاہر ہے۔

جے جازب معنی اختیار نہیں بلکہ معنی اختلاف ہے کیونکہ نسبت فاف کے حروف "طب جعد" میں تلفظ نہ ہے جیسا کہ صاحب زمانہ اپنی عبارت سے ظاہر فرماتے ہیں۔ "تلفظہ انصاف و کمال من لثنتہ غیرہ لثنتہ ضغیفہ" پس اس کی علامت صفت کی طرف کسی نے تو یہ کی، مگر حروف "طب جعد" میں تلفظ کا اعتبار نہیں اور کسی نے اس ضعف کی طرف توجہ نہ دی اس وجہ سے گفتار کا اتنا نہ لایا، لیکن حروف "طب جعد" میں تلفظ کی محسوس قوت ہے۔ تاہم نہیں بلکہ انہی کے جہ سے اس کو عارض سمجھنا بھی غلط ہے اور اگر کامیابی نہیں پس اس صفت میں احتیاط برکات جاری صفت پر مشتمل لیا جائے گا۔

۳۔ کھینچا جیسے ایک راک کے کچے راس سے جوئے گا، اس کے "ا" اور "و" زبان و لہجہ نے تہہ نہ پائے، اور اس کی آواز میں ترکیب یہ ہے کہ اس کی صفت تو تھکا کھنچ غور پر آرائی جاتے ہیں، اور ان کو آواز کرتے وقت زبانی سختی ہو کر جوئے قیہ راس سے آواز جاتے ہیں اور تہہ کی غرض ہو کہ آواز کے و کو نہ جانے نہایت زیادہ دھڑکی سے آواز دہریں تاکہ صفت توجہ اور تکرار بھی ہو جائے۔

جو یعنی صفت کے معنی، وقت آواز میں براہ ہوتی ہی کام صفت استعلا ہے، اسکی صحت کا معیار یہ ہے کہ اگر دہائی کی آواز معلوم ہوتی سمجھ جائے کہ صفت صحیح نہیں اور بولی کیونکہ دہائی میں یہ شدت جس صوت سے جوئے قیہ راس سے ہے، اس آواز کی طرف آواز معلوم ہوتی اس وقت اس صفت کا آواز نہیں ہے جب کہ ناک زبان ظہانی تحریر سے و کھینچا ہے، حرف ضافہ و حلا سے مطابقت ملتی ہے، چنانچہ صاحب زمانہ فرماتے ہیں۔ "اولہم یختلف فی الصنع" لیکن یہ اصل تک کہی ہے اس میں معنیات نہ ہونے کی محسوس ہو رہی ہے۔ جس کو صفت فقہ کہتے ہیں، یہ قدر ظہانی صفت میں جس پڑا جائے گا، اور حرف غز کے کہ یہ صرف افتاء اور دغا یا قص میں بقدر ایک اللہ مراد ہوگا، کھینچا تلفظہ فی الصنع ج۔

کسی حرف میں یہ صفت نہیں ہے اور ان صفات متغایہ میں سے یہ دو صفتیں یعنی (۱) جبر (۲) شدت (۳) استعلاء اور (۴) المباحیہ۔ قویہ ہیں باقی ضعیف ہیں اور صفات غیر متغایہ سب قویہ ہیں اور ہر حرف میں ہشتی صفتیں قوت کی ہوں گی آٹھ ہی حرف قوی ہوں گے اور چھٹی صفتیں ضعیف کی ہوں گی آٹھ ہی ضعیف ہوں گے۔

حروف کی باقیہ قوت اور ضعف پانچ قسمیں ہیں:

(۱) اقوی (۲) اقوی (۳) متوسطہ (۴) ضعیف (۵) اضعف۔

قوی: ج، د، ص، ع، و، ب۔ اقوی: ط، ص، ظ، ی، م، ی، ہ، ا، ز، ت، ح، ذ، ع۔ لک۔ ٹیف۔ م، ش، ی، و، ی۔ ضعیف: ت، ح، ن، م، ف، ف، و، حروف ہیں۔
فائدہ: ہمزہ میں شدت اور جبر کی وجہ سے کسی قدر سختی ہے مگر نہ اس قدر کہ ناف مل جائے، ناف سے حروف کو کچھ علاوہ ہی نہیں۔

فائدہ: (ھ، ہ) یہ دونوں حرف اضعف الحروف ہیں نہایت ہی نرمی سے اور ہونا چاہیے۔
فائدہ: حرف (ع، ج) کے ادا کرتے وقت کان نہ گھبرا جائے بلکہ وسطا حلق سے نہایت لطافت سے بلا تکلف نکالنا چاہیے۔

فصل رابع: ہر حرف کی صفات لازمہ کے بیان میں

نوع	نوع	نوع	نوع
نوع	نوع	نوع	نوع
۱	مجبور و خواہ	مستقل	مستقل
۲	مجبور و خواہ	مستقل	مستقل

۱۔ اگرچہ اردو الفبائی صفت ماضی ہے لیکن ان میں سے حرف کے لیے کوئی نہ کوئی اصل اور لازمہ ضرور ہے۔ اسی وجہ سے صرف مزید کے ساتھ یہ بیان فرمایا، اگرچہ بعض نے نزدیک کلمہ ماضی ہے تو ترقی و اصل سے اور بعض کے نزدیک ترقی ہے ماضی و اصل ہے اور اصل پر ماضی لازم ہے اس لیے کلمہ ماضی و ترقی کا مفہوم لازمہ کے تحت میں بیان فرمایا کہ دونوں قول کا ماضی ہے۔

۳	ث	مہوس، شدید، مستقل، متغی	۱۷	ظ	مجبور، رخو، مستقل، مطیع، ملغم
۴	ث	مہوس، رخو، مستقل، متغی	۱۸	ع	مجبور، متوسط، مستقل، متغی، ملغم
۵	ج	مجبور، شدید، مستقل، متغی، مقلقل	۱۹	غ	مجبور، رخو، مستقل، متغی، ملغم
۶	ح	مہوس، رخو، مستقل، متغی	۲۰	ف	مہوس، رخو، مستقل، متغی
۷	خ	مہوس، رخو، مستقل، متغی، ملغم	۲۱	ق	مجبور، شدید، مستقل، متغی، مقلقل، ملغم
۸	د	مجبور، شدید، مستقل، متغی، مقلقل	۲۲	ک	مہوس، شدید، مستقل، متغی
۹	ذ	مجبور، رخو، مستقل، متغی	۲۳	ل	مجبور، متوسط، مستقل، متغی، مرقن، یا ملغم
۱۰	ر	مجبور، متوسط، مستقل، متغی، مرقن، یا ملغم	۲۴	م	مجبور، متوسط، مستقل، متغی، غنہ
۱۱	ر	مجبور، رخو، مستقل، متغی، ملغم	۲۵	ن	مجبور، متوسط، مستقل، متغی، غنہ
۱۲	س	مہوس، رخو، مستقل، متغی، ملغم	۲۶	ر	مجبور، رخو، مستقل، متغی، اندو یا لین
۱۳	ش	مہوس، رخو، مستقل، متغی، ملغم	۲۷	د	مہوس، رخو، مستقل، متغی
۱۴	ص	مہوس، رخو، مستقل، مطیع، ملغم	۲۸	ذ	مجبور، شدید، مستقل، متغی
۱۵	ض	مجبور، رخو، مستقل، مطیع، ملغم	۲۹	ی	مجبور، رخو، مستقل، متغی، اندو یا لین
۱۶	ط	مجبور، شدید، مستقل، مطیع، مقلقل، ملغم			

فصل خاص: صفاتِ ممتازہ کے بیان میں

حروف اگر صفاتِ لازمہ میں مشترک ہوں تو خروج سے ممتاز ہوتے ہیں اور اگر خروج میں متحد

۱۔ متنبہ: الحركات حرف یا ایک خروج کے حروف میں جن صفاتِ لازمہ سے امتیاز ہوتا ہے ان کو ممتازہ کہتے ہیں۔

صفاتِ لازمہ کو غیر ممتازہ کہتے ہیں۔

ہوں جو صفت لازم منفردہ سے ممتاز ہوتے ہیں، جن حروف میں تھانی بالخرج ہے ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ حروف مشدّد فی الخرج کے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ الف میں الف ممتاز ہے قدیمت میں اور ہمصرہ ممتاز ہے (ذ) سے جبر اور شدّت میں باقی صفات میں یہ دونوں مشدّد ہیں۔ غ۔ خ (ج) میں نفس اور حادث ہے (ع) میں جبر و تونسٹ۔ بآئی میں اشداد۔ غ۔ خ (خ) میں جبر ہے۔ بآئی میں اتحاد۔ ح۔ ض۔ ی (ج) میں شدّت ہے۔ (ش) میں خمس و تنفیس ہے، باقی استقلال و افتتاح میں تینوں مشترک ہیں اور جبر میں (ج، ی) اور رعادت میں (ض، ی) مشترک ہیں۔ ط۔ ذ۔ ن شدّت میں اشتراک اور (ط، ذ) جبر میں بھی مشترک ہیں اور (ن، ذ) استقلال و افتتاح میں مشترک ہیں اور (ط) میں طباق و استعلاء ہے اور (ن) میں خمس ہے۔ ط۔ ذ۔ ن کا رعادت میں اشتراک ہے اور (ظ، ث) جبر میں اور (ذ، ٹ) استقلال و افتتاح میں مشترک ہیں اور (ظ) میں خمیز و صفت استعلاء، اطلاق ہے اور (ڈ، ٹ) میں صفت خمیز و جبر، خمس ہے۔ ز، س رعایت ضمیر میں مشترک اور (ص، ض) خمس میں اور (ڑ، س) استقلال و افتتاح میں مشترک ہیں اور (ھ) میں صفت خمیز و استعلاء، اطلاق اور (ز، س) میں جم و خمس ہے۔

لے اس سے مراد صفات لازم غیر متضاد ہیں، مثلاً: ہمارے مذہب قیام، لام، واکرمی میں تھم ہیں کہ صفات لازم متضادہ میں متضاد ہیں، اس صورت میں لازم سے کوئٹ لازم متضادہ یعنی غیر متضادہ واکرمی سے اعتبار ہوگا۔ اس طرح لازم، سون صفات لازم متضادہ واکرمی میں تھم ہیں اس وقت لازم سے سون کوئٹ لازم غیر متضادہ واکرمی سے اعتبار ہوگا۔ اور حسن، حاسم پر کرمی میں تھم ہیں لیکن صفات لازم متضادہ میں، حاسم اور قوٹا کی بہت سے عیس کو حسا سے امتیاز ہے اس پر اس سے اس پر صفات لازم متضادہ واکرمی سے اعتبار ہوگا۔

ن ا ن ر جہر، قنطار، استغفال اور انفتاح میں مشترک ہیں اور (ل، ر) الحروف میں مشترک ہیں اور ان میں تہیز مخرج سے ہے اسی واسطے سیویہ اور خلیل نے ان کا مخرج الگ ترتیب وار رکھا ہے اور قراء نے قرب کا لحاظ کر کے ایک مخرج بیان کیا ہے، دوسرے یہ کہ (ن) میں فذ ہے اور (و) میں مکرر۔ ر، ب، م، جہر، استغفال اور انفتاح میں مشترک اور (و) کے ادا کرتے وقت فطین میں کسی قدر انفتاح رہتا ہے، اس وجہ سے اپنے مونسوں سے ممتاز ہو جاتا ہے گو یہ اس میں بھی تہیز ہا مخرج ہے اور (ب) میں شدت اور لکھلکھ اور (م) میں قنطار اور غنمیزہ ہے اور ص، ط میں جہر، رخاوت، استغفال اور اطباق ہے اور (ص) میں استغفال ہے اور میزہ مخرج ہے مگر اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے فرق کرنے اور ایک دوسرے سے ممتاز کرنا ماہرین کا کام ہے اور ماہر کے فرق کو بھی جہر ہی خوب سمجھتا ہے۔

! مثلی صرف ہونا جہر، صفت لازم میں سے یہ بھی ایک صفت ہے جو لازم، راہوں میں پائی جاتی ہے اس طرح کہ لازم کے ادا کرتے وقت "وا" کے مخرج کی طرف پھرتی ہے اور "وا" کے ادا کرتے وقت "وا" کے مخرج کی طرف پھرتی ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر حرف کا مخرج ہر جگہ ہے لیکن قراء نے جو شدت قرب دونوں کا ایک ہی مخرج بیان کیا ہے۔

یہ مادہ حرف ضاد ضیف کو انی الحاجب، یحییٰ نے جو کہ نام ظاہری یحییٰ کے شاکر ہیں، اضافی میں حروف متحدہ سے لکھا ہے اور امام ربیع نے اس کی شرب میں تصحیح کی۔ افعال النثر ایہی الہافی لغۃ لغۃ لیس فی لغۃہم صد فاذا اخصوا الی الشکک یہ فی الغریۃ اغناضت علیہم فوینا انحر خلوا طاء یاحرا جہم یہ فا من طوب اللسان واطرب اللسان وانا اب التنا ونا تکلفوا انحر اخنا من بحر الضاد فلم یذات لہم فخر جہن من الضاد والقاء "ثانیہ" انھی شرب سے بعض صحاح فری نیزہ، انھی وغیرہ مقدمین کی تہیز ہوگئی جو کہ ظاہری ہیں کہ ضاد ضاد میں اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے حروف ضاد شرب کے مجموعہ میں ہے بلکہ ان میں فرق کرنا نہایت دشوار ہے، نیزہ اور ضاد کی جگہ ظاہری کے لئے تو یک مخرج نہیں کیونکہ شرب سے نو تہیزہ نہیں ہیں، اسلئے کہ جیسے وہ حال بھی جمع صفت میں مشترک ہیں مگر تہیزہ مخرج کی وجہ سے۔ دونوں کی صفت میں باہمی تہیز ہے اصلاً تہیز نہیں اور ضاد، ط میں حروف مخرج مخرج ہے مگر نہ کہ مخرج نہ کہ مخرج

پاپ ووم

فصل اول: تفہیم اور ترقیق کے بیان میں

حروف مستعجبہ ہمیشہ ہر حال میں پُر پڑھئے جائیں گئے اور حروف مستقبلہ سب باریک پڑھئے جاتے ہیں۔ مگر الف و اللہ کا لام اور راکھیں باریک اور گہیں پڑھتے ہیں۔ الف سے پہلے پُر حرف ہوگا تو الف بھی پُر ہوگا اور اس سے پہلے کا حرف باریک ہوگا تو الف بھی باریک ہوگا اور اللہ کے لام سے پہلے زیر ہو یا عیش ہو تو پُر ہوگا، مثل: واللہ، انلہ، ولفہ اللہ اگر اس سے پہلے زیر ہو تو باریک ہوگا، مثل: نلہ، متحرک ہوگی یا ساکن، اگر متحرک ہے تو فتح اور ضمر کی حالت میں پُر ہوگی اور کسرہ کی حالت میں باریک، مثل: وعلہ، ورفو۔ ورفو اور اُراء ساکن ہے تو اس کا قبل متحرک ہوگا یا ساکن، اگر ماقبل متحرک ہے تو فتح اور ضمر کی حالت میں پُر ہوگی اور کسرہ کی حالت میں باریک ہوگی، مثل: یوزدقون، موفی، شیغہ مگر جب راہ ساکن کے ماقبل کسرہ و سرے کلمہ میں ہو، مثل: زاب (و جفون) یا کسرہ عارض ہو، مثل: ام انصابوا، ان ذنبہم یا راہ ساکن کے بعد حرف استعلاء کا اسی کلمہ میں ہو جس کلمہ میں (و) سے توبہ (و) باریک نہ ہوگی بلکہ پُر ہوگی۔

۔ مئی حرف مستقلہ کی طرف حروف کے ٹڑ سے مل کر ایک نہیں ہوتا ہے، بلکہ یہ مختلف تہوں پر مستقیم شکل را
و غیر ہوئے ہیں، فرقاً کہ باوجود مستقلہ اور ناقص قسم "ا" نہ لے گھل کر ان تمام کے اثر سے واحد ہو جائیگا۔

ابھی تک مستحکم کسی حرکت کے بغیر یہ ممکن ہوگا کہ مکمل طور پر اجماع کے بغیر اس مسئلہ پر عمل لایا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور رب العالمین کے فضل و کرم سے یہ ہو سکتا ہے۔

”جنتی خدہ اللہ کے دیوانوں کا دربار ہے اور مائیں زہر ہتھکڑیوں کا دربار ہیں۔“

شکل۔ قوطی طاس، طرفہ نور، قوطی میں شفت ہے۔ اور اگر وہ موقوفہ بالا مکان یا بالاشیئہ کے
مائل سوائے دی کے ہو تو قی حرف ساکن ہو تو اس کا مقولہ دیکھ جائے گا، اگر مفتوح یا
مضموم ہے تو (و) پر ہوگی، مثال۔ فسطو، افسو، اور ان کے طور پر (و) باریک ہوگی، مثال۔
حصو کے۔ اگر ساکن (دی) ہو تو باریک ہوگی، جیسے۔ خبو، ضبو، عبو، فلو،
راء مرہ۔ یعنی موقوفہ بالروم یعنی حرکت کے موافق پڑھی جائے گی اور راء مائل باریک ہی
پڑھی جائے گی، مثال۔ فبو، بھا۔

۱۔ یعنی شکل قسطی میں پڑے ہوئے ایک دواں چاروں طرف کا صافی، و مستطاب و جوں پر ہوتا ہے، جس کو یہ دوا
پائیں تھا۔ قسط سے ثابت ہوا کہ قسط چاروں طرف کا صافی، و مستطاب و جوں پر ہوتا ہے، جس کو یہ دوا
پائیں تھا۔ قسط سے ثابت ہوا کہ قسط چاروں طرف کا صافی، و مستطاب و جوں پر ہوتا ہے، جس کو یہ دوا
پائیں تھا۔ قسط سے ثابت ہوا کہ قسط چاروں طرف کا صافی، و مستطاب و جوں پر ہوتا ہے، جس کو یہ دوا

۱۔ الحلق فی قسطی شکستہ یوسہ

یعنی کہ وہی سب سے قسطی میں موقوفہ پڑے ہوئے اور مائل ہیں ان کے مقولہ دیکھ جائے گا، اگر وہ
مائل سوائے دی کے ہو تو قی حرف ساکن ہو تو اس کا مقولہ دیکھ جائے گا، اگر مفتوح یا
مضموم ہے تو (و) پر ہوگی، مثال۔ فسطو، افسو، اور ان کے طور پر (و) باریک ہوگی، مثال۔
حصو کے۔ اگر ساکن (دی) ہو تو باریک ہوگی، جیسے۔ خبو، ضبو، عبو، فلو،

۲۔ یعنی کہ وہی سب سے قسطی میں موقوفہ پڑے ہوئے اور مائل ہیں ان کے مقولہ دیکھ جائے گا، اگر وہ

۳۔ یعنی کہ وہی سب سے قسطی میں موقوفہ پڑے ہوئے اور مائل ہیں ان کے مقولہ دیکھ جائے گا، اگر وہ
مائل سوائے دی کے ہو تو قی حرف ساکن ہو تو اس کا مقولہ دیکھ جائے گا، اگر مفتوح یا
مضموم ہے تو (و) پر ہوگی، مثال۔ فسطو، افسو، اور ان کے طور پر (و) باریک ہوگی، مثال۔
حصو کے۔ اگر ساکن (دی) ہو تو باریک ہوگی، جیسے۔ خبو، ضبو، عبو، فلو،

۴۔ یعنی کہ وہی سب سے قسطی میں موقوفہ پڑے ہوئے اور مائل ہیں ان کے مقولہ دیکھ جائے گا، اگر وہ
مائل سوائے دی کے ہو تو قی حرف ساکن ہو تو اس کا مقولہ دیکھ جائے گا، اگر مفتوح یا
مضموم ہے تو (و) پر ہوگی، مثال۔ فسطو، افسو، اور ان کے طور پر (و) باریک ہوگی، مثال۔
حصو کے۔ اگر ساکن (دی) ہو تو باریک ہوگی، جیسے۔ خبو، ضبو، عبو، فلو،

بہ نسبت ان اور توائین کے بعد بزرگلوں کے حروف میں سے کوئی حرف آئے تو اوٹاخر ہوگا اگر
 ا، ا، (ر) میں اوٹام بلاغت ہوگا اور ادغام پانچنے یعنی توائین ساکن اور توائین میں ثابت ہے، مگر
 توائین ساکن میں یہ شرط ہے کہ موقوف یعنی مرسوم ہو اور اگر موصول ہے یعنی مرسوم نہیں ہے
 تو غتہ چڑھیں باقی حروف میں پانچنے ہوگا مثلاً: مَنْ يَقُولُ، مَنْ زَالَ، هَذِي لِلْمُتَّقِينَ،
 مِنْ رَبِّهِمْ چار نظر یعنی: ذَلِ، قَوْلِ، لُبَّانِ، صَوْنِ ان میں ادغام نہ ہوگا اظہار ہوگا۔
 اور بہ نسبت ان ساکن اور توائین کے بعد (ب) آئے تو توائین ساکن اور توائین کو مرسوم سے بدست
 تراخاء مع انز کریں گے، مثلاً: مَنْ بَعْدَهُ ضَبُّ نَكَمٍ باقی چند حرفوں میں افتاء مع غتہ
 ہوگا مثلاً: تَنْفُقُونَ، انْذِذَا وغیرہ۔

فصل ثالث: میم ساکن کے بیان میں

میم ساکن کے تین حال ہیں: (۱) ادغام (۲) افتاء (۳) اظہار۔

۱۔ ادغام کے معنی یہ ہے حرف ساکن کو اس سے حرف متحرک میں ملا کر متحدہ بنانا
 جو مثلاً: مَنْ لَدُنَّا وغیرہ کے اس کتاب میں روایت خمس بدیع کے معنی بطریق طبع بیان کیے گئے ہیں جو
 طریق شامی بدیع کو بھی شامل ہے اس وجہ سے پہلے طریق شامی شیخ کے معنی بیان کیے گئے اس کے
 بعد لفظ بھی اسے دوسرے طریق لاری، بدیع کی طرف اشارہ فرمایا وحقس عنی هذا ما معدها
 ۲۔ یعنی لام سے پہلے غور رکھا، جیسے سورہ بقرہ میں مَنِي نِي لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ

۳۔ سورہ بقرہ میں چلِ نِي لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ

۴۔ ان تہود و اقرب ایاقاب کہتے ہیں۔

۵۔ یعنی تہود و اقرب ایاقاب کہتے ہیں۔
 ۶۔ وں مانی دے اور نہ اور نہ ہو کہ شیعہ مانی دے لک ادبوں کی درمیان
 حالت سے اس طرح کیا گیا ہے کہ سب سے کمال جو الہیہ میم حمد ہے اسے خارج سے ضعیف قرار دیا گیا اس وجہ سے
 اس کے افتاء میں غزوات کا بھی مدعا۔

میم ساکن کے بعد دوسری میم آئے تو ادغام ہوگا، مثل: **نَمِمْ** اور اگر میم ساکن کے بعد (ب) آئے تو اخفاء ہوگا اور اظہار بھی جائز ہے بشرطیکہ میم متقلب^۱ نون ساکن اور عوین سے نہ ہو، مثل: **وَمَافِهِمْ يَمْشُونَ** ہاں حروف میں اظہار ہوگا، مثل: **غَلِيظُهُمْ وَلَا الضَّالِّينَ**، **تَخِذْهُمُ بِنِي فَضْلِيلٍ** کے۔

قائد، بونٹے کا قاعدہ جو مشہور ہے یعنی میم ساکن کے بعد (ب) آئے تو اخفاء ہوگا اور (و، ف) آئے تو اظہار اس طرح پایا جائے کہ میم کے سکون میں حرکت کی پڑ جائے، یہ اظہار بالکل بے اصل ہے بلکہ میم کا سکون بالکل تام ہونا چاہیے، حرکت کی پڑا بھی نہ گئے۔

فصل رابع: حرف غنہ کے بیان میں

نون میم مشدد ہو تو غنہ ہوگا، ایسے ہی نون ساکن اور عوین کے آگے سوائے حروف حلقی اور (ل، ر) کے جو حرف آئے گا غنہ ہوگا، ایسے ہی میم ساکن کے بعد (ب) آئے تو اخفاء کی حالت میں غنہ ہوگا، غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔

۱۔ یعنی میم نون سے بدل کر آئی ہو۔

۲۔ چونکہ میم ساکن کا اخفاء نزدیک بے، و، او، ف، کے زیادہ مشہور ہے اس لیے لفظ مرکب کر کے ہوف کے ساتھ اطلاق ہوتا ہے اگرچہ نزدیک و، ز اور ط کے اخفاء جائز نہیں، جیسا کہ مادہ بڑی بڑی جہ سے فرماتے ہیں ج

وَإِذَا لَمْ يَكُنْ أَهْلًا وَفًا فَتَنْتَهَبِي

یعنی ولو اگر ط کے نزدیک میم ساکن آئے تو اخفاء کرنے سے باز۔

۳۔ مثل: **غَنِيْمَةٌ** کے میم ساکن، حرکت آجانے سے حقیقی لازم آئے گا، اور اگر خفیف اور ضعیف حرکت ظاہر ہوئی جس کو ہوائے تنک سے تعبیر کیا گیا ہے تو حقیقی لازم آئے گا۔

ضَلَفُضَالٍ و در حرف مشدّد قریب یا متصل ہوں، مثل: فُؤُتُتُهُ، فُطُطُتُتُنْ، مِنْ مِّنِّي مِّنْسِي، لُجُجِّي لُجُجَّتُهُ، و علیٰ اُنْھِم مِمَّنْ مَعْلُکَ ایسا ہی در حرف تنخار یا اصوت جمع ہوں، مثل: حَسَّ، مَسَّ یا حُذَّ، مَسَّ، طَّ، د یا قی۔ لٰنَ کو ہر ایک و ممتاز کر کے پڑھنا چاہیے اور جو صفت جس کی ہے اس کو پورے طور سے ادا کرنا چاہیے۔

فصل سابع: ہمزہ کے بیان میں

جب رو ہمزہ متحرک جمع ہوں اور دونوں "تقطع" ہوں تو تحقیق سے یعنی خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیے مگر ءِ اَنْھِم جیسی جو سورہ حم مجید میں ہے، اس کے دوسرے ہمزہ میں تسبیل ہوگی۔ اور اگر پہلا ہمزہ استفہام کا ہے اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہے تو جائز ہے دوسرے ہمزہ میں تسبیل اور ابدال مکر ابدال اولیٰ ہے اور یہ چھ جگہ ہے: اَلْفَسْنَ سورہ یونس میں دو جگہ، ءِ اَللّٰهُ مَکْرُبْنِ سورہ انعام میں دو جگہ، اَللّٰهُ دو جگہ ہے ایک سورہ یونس میں دوسرا سورہ نمل میں ہے۔ اور جب پہلا ہمزہ استفہام کا ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح نہ ہو تو یہ دوسرا ہمزہ حذف کیا جائے گا، مثل: اَلْفُتُوْیْ عَلٰی اللّٰہِ، اَصْطَفٰی الْاِنْبِیَا، اَسْتَکْبَرُوْا اور فتح کی حالت میں جو حذف نہیں ہوتا اس کا وجہ یہ ہے کہ اس میں التباس (اشباہ) کا خبر کے ساتھ ہو جائے گا۔ اور چونکہ ہمزہ وصلی در کلام میں حذف ہوتا ہے اس وجہ سے اس میں تغیر کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے ابدال اولیٰ ہے کیونکہ اس میں تغیر تام ہے بخلاف تسبیل کے۔ اور جس کو ہمزہ وصلی بھی کہتے ہیں یہ ہمزہ وصل میں حذف نہیں ہوتا، اس کو ہمزہ وصل میں حذف ہو جائے اس کو "صلی" اور "حاضی" بھی کہتے ہیں۔

ج جیسی دوسرے ہمزہ کو اس حالت سے ادا کرنا کہ نہ غلط ہو اور نہ الف جگہ درمیانی حالت سے ادا کیا جائے۔ ج جیسی حذف کرنے سے یہ پتہ نہ چلے گا کہ ہمزہ موجود وصلی ہے یا وصلی۔ کیونکہ دونوں مترشح تھے۔

جب دو همزہ جمع ہوں اور پہلا متحرک دوسرا ساکن ہو تو واجب ہے ہمزہ ساکن کو پہلا همزہ کی حرکت کے موافق حرف سے بدلنا، مثل اَنْتَوَا، اِيمانًا، اَوْتَعِن، اِنْتَ، اور جب پہلا متحرک وصلی ہو تو ابتداء کی حالت میں ہمزہ ساکن بدل جائے گا، اور جب ہمزہ وصلی کرے یا بے کسب ابدال نہ ہوگا، مثل: الَّذِي اَوْتَعِن، هِيَ السَّمَوَاتُ اَنْتَوْنِي، هُوَ عَوْنُ اَنْتَوْنِي، ہمزہ وصلی کے ماقبل جب کوئی کلمہ نہ ملایا جائے گا تو یہ همزہ حذف کیا جائے گا اور ثابت رکھنا درست نہیں، البتہ ابتداء میں ثابت رہتا ہے، اگر لام تعریف کا همزہ ہے تو مفتوح ہوگا اور اگر کسی اسم کا همزہ ہے تو مکسور ہوگا اور اگر فعل کا ہے تو تیسرے حرف کا مکسور اگر وصلی ہے تو همزہ بھی مشموم ہوگا درمکسور، مثل: اَلَّذِيْنَ، اِسْمُ، اِنِّىْ، اِنْقِطَاعُ، اَخْتِصَنْتُ، اَحْبَبْتُ، اَنْفَعِيْزْتُ، اَفْضَحُ اور اَنْفَوَا، اَنْفَوَا، اِنْتَوَا میں چونکہ حرف جار ضی ہے ان جہ سے همزہ مشموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہوگا۔

فَاَمَّا هَمْزَةُ (ع) کے ساتھ یا (ح) کے ساتھ یا حرف مذکر (ع، یا، ح) کے ساتھ جمع ہوں ایسا ہی (ع، ہ)، ایک مرتبہ آئیں یا (ع، ح، ہ)، ایک ساتھ آئیں یا (ع، ح، ہ)، مکرر آئیں یا مشدد ہوں تو ہر ایک کو تیسب صرف طور سے ادا کرنا چاہیے، مثل اِنْ اَللّٰهَ غَفَدَ، فَمَنْ رُخِرَ عَنْ اَلَّذِيْ، فَاَعْلَيْنَ، يَدْعُوْنَ، ذَعَا، سَبَّحَهُ، عَلٰى اَعْفَاكُمُ، اَحْسَنَ اَلْقَصَصِ، عَلٰى عَقِيْبِهِ، اَنْفُوذُ، غَفِدَ، غَاھِذَ، غَالَمِيْنَ، طَبَعَ، عَلٰى سَاحِرٍ، سَحَابٍ، لَا اَجَاخُ غَلِيْظَكُمْ، مَبْعُوْثُوْنَ، يَبُوْخُ اَهْبَطُ، وَمَا قَدَرُوا اَللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ، لَفِيْ عَمَلَيْنِ، جِيَاظَهُمْ فَاَمَّا ہمزہ متحرک یا ساکن جہاں ہواں کو تیسب صرف طور سے پڑھنا چاہیے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ همزہ الف سے بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے یا صاف طور سے نہیں نکلتا، خصوصاً جہاں دو همزہ ہوں وہاں زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ دونوں همزہ خوب صاف ادا ہوں، مثل: اَنْفَرَنْتُمْ۔

ذکرہ: حرف ساکن کے بعد جب همزہ آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساکن کا سکون تمام ادا ہو اور همزہ خوب صاف ادا ہو، ایسا نہ ہو کہ همزہ حذف ہو جائے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہو جائے جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ایسا ہو جاتا ہے بلکہ وہ ساکن کبھی مشدود بھی ہو جاتا ہے، مثل: **لَقَدْ أَفْلَحَ، إِنَّ الْإِنْسَانَ،** اسی وجہ سے بعض مفسرین کے بعض مرقع میں ساکن پر سکتہ کیا جاتا ہے تاکہ همزہ صاف ادا ہو، خواہ وہ ساکن اور همزہ ایک کلمہ میں ہوں یا دو کلمہ میں ہوں۔

فصل ثامن: حرکات کی ادا کے بیان میں

فتوحہ ساتھ انتحاج فم اور صوت کے اور کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت کے اور ضمتہ ساتھ انضمام فم کے ظاہر ہوتا ہے، ورنہ اگر فتحہ میں کچھ انخفاض ہو تو فتحہ مشابہ کسرہ کے ہو جائے گا اور اگر کچھ انضمام ہو گیا تو فتحہ مشابہ ضمتہ کے ہو جائے گا، ایسا ہی کسرہ میں اگر کاش انخفاض نہ ہوگا تو مشابہ فتحہ کے ہو جائے گا بشرطیکہ انتحاج ہو گیا ہو، اور اگر کچھ انضمام پایا گیا تو کسرہ مشابہ ضمتہ کے ہو جائے گا، اور ضمتہ میں اگر انضمام کامل نہ ہو تو ضمتہ مشابہ کسرہ کے ہو جائے گا بشرطیکہ کسی قدر انخفاض ہو گیا ہو اور اگر کسی قدر انتحاج پایا گیا تو فتحہ کے مشابہ ہو جائے گا۔

۱۔ اسی لیے کہ لا پرواہی کی وجہ سے حرف ساکن کے بعد آنے سے همزہ حذف ہو جاتا ہے یا غفلت کی وجہ سے همزہ ساکن کا حرف ذہ سے ابدال ہو جاتا ہے یا حرف متحرک کے بعد ہجرت مائل همزہ میں تسبیل ہو جاتی ہے اس وجہ سے نصوحیت کے ساتھ ان کو بیان فرمایا۔

۲۔ اگرچہ معمول یہاں نہیں ہے لیکن سکتہ کی فرض یہی ہے جو کتاب میں ذکر ہے کیونکہ حرف ساکن کے بعد همزہ میں فکا ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ دہلوی رحمہ اللہ نے سکتہ کی وجہ "لِئَنَّا بِالْهَمْزَةِ نَعْقِبُهَا" بیان فرمائی ہے، ویسے سکتہ کو "سکتہ ظنن" کہتے ہیں یہ سکتہ وصل کے خم میں ہے اور برادینہ بعض ضعیف ہے۔

نائدہ: فتح جس کے بعد الف نہ ہو اور ضمتہ جس کے بعد واؤ ساکن، اور کسرہ جس کے بعد یائے ساکن نہ ہو، ان حرکات کو اشباع سے پہچانا چاہیے ورنہ یہی حروف پیدا ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ضمتہ کے بعد جب واؤ مشدد ہو اور کسرہ کے بعد یائے مشدد ہو، مثلاً: عَذُو، سَوْفَا، تُبْجِي اس وقت بھی اشباع سے احتراز نہایت ضروری ہے، خصوصاً وقتہ میں زیادہ خیال رکھنا چاہیے ورنہ مشدد مخفف ہو جائے گا۔

نائدہ: جب فتح کے بعد الف اور ضمتہ کے بعد واؤ ساکن غیر مشدد، اور کسرہ کے بعد یائے ساکن غیر مشدد ہو تو اس وقت ان حرکات کو اشباع سے ضرور پہچاننا چاہیے ورنہ یہ حرف اداس نہ ہوں گے خصوصاً جب کسی حرف تداق قریب قریب جمع ہوں تو زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اکثر خیال نہ کرنے سے کہیں اشباع ہوتا ہے اور کہیں نہیں۔

نائدہ: مخجوبہا جو سورہ ہود میں ہے اصل میں لفظ مَحْجُوزْ ہا ہے یعنی (ر) معنوج ہے اور اس کے بعد الف ہے اس جگہ چونکہ "للالہ" ہے اس وجہ سے فتح خالص اور الف خاص نہ پڑھا جائے گا اور کسرہ اور نہ یائے خالص پڑھیں جائے گی بلکہ فتح کسرہ کی طرف اور الف یسا کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے گا جس سے فتح کسرہ مجہول کے مانند ہو جائے گا اور اس کے بعد یائے مجہول ہوگی، اور اس کے سوا اور کہیں امالہ نہیں ہے۔

نائدہ: کسرہ اور ضمتہ کلام عرب میں مجہول نہیں بلکہ معروف ہیں، اور اداس کی صورت یہ ہے کہ کسرہ میں انخفاض کامل کے ساتھ آواز کسرہ کی باریک نکلے اور ضمتہ میں انضمام شقیں کے ساتھ ضمتہ کی آواز باریک نکلے۔

۱. اس لیے کہ تندی نہ اداس ہونے سے غنی جلی لازم آتا۔ نہ گاجو حرم ہے۔

۲. جیسے وقتہ سے وقتہ (تجدید) اکثر لوگوں سے یہ غلطی ہو جاتی ہے اور احساس نہیں ہوتا، اس قسم کی غلطی سے غنی جلی لازم آئے گا۔

۳. اس لیے کہ حرف تداق اداس ہونے سے غنی جلی ہوگا۔

نہ ہر تہذیب کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ مشابہ سکون کے ہو جائیں، یہ نہ ہو کہ سکون کا ہی نمونہ بن جائیں۔ اگر نہ ہو جائے، اور اس کی پہچان کی صورت یہ ہے کہ ہر حرف کی صورت مزاج میں ملتا ہو جائے اور اس کے بعد ہی دوسرا حرف نکلے اور دوسرے حرف کے ظاہر ہونے سے پہلے مخزن میں ہمیش ہوگئی تو اچھا، یہ سکون رکست کے مشابہ ہو جائے گا، البتہ حروف قلقلہ اور کف اور تاء کے مزاج میں ہمیش ہوتی ہے، مگر قلقلہ کے حروف قلقلہ میں ہمیش ہوتی ہے اور کف اور تاء میں نہایت نرمی کے ساتھ ہمیش ہوتی ہے۔

فائدہ (۲) اور (۳) میں جو تفریق ہوئی ہے اس میں (۱) کی یا (۲) کی یا (۳) کی کوئی کمی نہیں ہے۔

22

فصل اول: اجتماع سائنس کے بیان میں

اگرچہ مسلمانین (یعنی وہ مائیں کا انہ دون) ایک اعلیٰ حد تک تھے اور اس اعلیٰ غیر سداۃ علیہ علیہ کی کوئی چیز کہ پہلا مائیں حرف مد جو اور ہوں مائیں ایک کلمہ میں ہوں۔ مثلاً: دائیۃ، قنس، وریۃ، اجماع، مسائیں، جانو، ہے۔ البتہ ح سائیں علی لیرجاء، و سائیں، لہو، وائیں میں جائز ہے۔ اور اگرچہ سائیں علی یہ سداۃ وائیں ہیں کہ پہلا حرف سائیں مدہ کی ہو گیا۔ ہوں مائیں ایک کلمہ میں ہوں، اب اگر پہلا سائیں حرف مد ہے تو اسی کو مدہ کی دیریں کے، مثلاً: وافقوا، الضلوة، علی ان لا تغدوا، اعدوا، وقادوا، قلنا،

انھیں جہاں تک کہ آواز میں اور طبع نہایت ہلکا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ انھوں نے اس کے بعد غزرا

فی الأرض أضعفها الزلزالُ، واستفاد الباب، وقالوا الحمد لله، ذاك الشجرة، كمر
پیدا رکھ کر قرب مدد، تو اس وقت کہ دیکھی جائے گی، مثل: إِنْ أَوْقَعْتُمْ، وَالْعَبْر
السَّاسِ، مَنَّا لَمْ يَذْكُرْ سَمِ اللَّهِ، سَمِ الْأَسْمُ الْفُسُوفُ، حُرَّ جَبِ يَمْلَسُ كُنْ مِمَّ جَبِ
تو شرم دیا جائے گا، مثل: غَلَبَكُمْ الصَّبَا، عَلَيْهِمُ الْفَضْلُ اور میں جو حرف جر ہے اس کے
بعد جب کوئی حرف مکن آئے گا تو وہاں مفتوح پڑا جائے گا، جیسے: مِنَ اللَّهِ، اِيْهَانِ (م)
اللَّهُ ۝ اللُّهُ ۝ وَجِلٌ مِّنْ مَّقْصُورٍ پڑھی جائے گی۔

نَامُ و سَمِ الْأَسْمُ الْفُسُوفُ جو سورۃ تحریرات میں ہے اس میں سَمِ کے بعد م نامور
اس کے بعد سَمِ رکھتا ہے اور لام کے قبل اور بعد جو همزه ہے وہ جزاء وصلی ہے، اس وجہ
سے حذف کیے جائیں گے، اور لام کا کسرہ بہ سبب اِقْتَارِ مائیں گے ہے۔

فَاذْكُرْ كَلِمَاتٍ لِّتُنْذِرَ نَسِ الْكُفَّارِ الْيَوْمَ الَّذِي يَكْفُرُونَ، اس میں کوئی نہ تو دلالت پر
ایک قوایا سائن پڑھا جاتا ہے اور قصہ نہیں جاتا، اس میں کوئی نہ توین کہتے ہیں، یہ
توین وقف میں حذف کی جاتی ہے۔ مگر دو زیر وال تو اس توین کو الف سے بدلتے
ہیں، جیسے فُسُوفُ، بُوَسُوفُ، نَصِيْرًا اور وصل میں جب اس کے بعد همزه آجی، تو
همزه وصلی حذف ہو جائے گا اور یہ توین بہ سبب اِقْتَارِ رکھیں علی غیر عدد کے سمور پڑھی
جائے گی اور اکثر جگہ خلاف قیام پھون منون کہہ دیتے ہیں، مثل: اِيْهَانِ الْكُفَّارِ الْيَوْمَ
لَاخِرَ الْاَوَّلُ صَبْرًا، حَبِيْبَةُ الْاَحْمَدُ، فَلَوْ ۝ اَلْاُحْبَبُ۔

نَا ن ہ توین سے ابتدا کرنا یا اصرار درست نہیں۔

اسی طرح توین پر وقف بھی کرنا جائز نہیں، مگر چونکہ کتب میں کی توین صحف میں مرسوم ہے اس لیے اس
دونوں توین پر وقف کرنا ہے۔ اس مسئلے سے ادا علی مخلص، میں، وقف کی حالت میں توین حذف نہ کرنا چاہئیں۔

حرف ہو تو اسکو بدین کہتے ہیں اور اس میں قصر، تو سبط، حوں، قنوں، جائز ہیں، اور عین مریم تکھینقص اور عین شوری حہۃ غشقی میں قصر نہایت ضعیف ہے اور طول افضل اور نولی ہے۔
 فائدہ: سورۃ آل عمران کا اَلَمْ ۝ اللّٰہ وصل کی ہرمت میں میمر رکن اِجْزاع ساکنین علی غیر
 حذہ کی وجہ سے مفتوح پر مدھی جائے گی اور اللّٰہ کا ہمسر نہ پڑا جائے گا۔ اور میم میں
 نہ لازم ہے اس وجہ سے وصل میں طول اور قصر دونوں جائز ہیں۔

فائدہ: حرف مد و جب موقوف ہو تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک الف سے زائد نہ
 ہو جائے دوسرے یہ کہ بعد حرف مد کے ہا یا همزہ نہ زائد ہو جائے مثل: قالوا، فی،
 مانا۔ جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ہو جاتا ہے۔

فصل ثالث: مقدار اور اوجہ مد کے بیان میں

قد عارض اور قد ملین عارض میں تین وجہ ہیں: (۱) حوں (۲) توتط (۳) قصر۔
 فرق اتنا ہے کہ قد عارض میں طول لونی ہے، اس کے بعد توتط، اس کے بعد قصر کا مرتبہ ہے۔
 بخلاف قد ملین عارض کے کہ اس میں پہلا مرتبہ قصر کا ہے، اس کے بعد توتط کا، اس کے بعد
 حوں کا۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ مقدار طول کی کیا ہے؟ طول کی مقدار تین الف ہے اور
 جس اواز کے بعد مد کا اندازہ لیا جائے اس کو مقدار کہتے ہیں۔ مثلاً حوں کی مقدار کش حین الف اور پٹ
 الف ہے پس ان اندازہ کے ساتھ اوترنے کا یہ مقدار ہے۔

۱۔ اوجہ مد کی ہے یہاں جبکہ مطلق طور پر مد کا پر قصر پر ہوگا اور تینوں کو جوہ و اوجہ کہیں گے، قصر و ملین
 اوجہ ہے لیکن مد ثقی سے خارج ہے اس لیے کہ قصر تک مد کا نام ہے لیکن مقدار طبعی میں بلا ثبوت کی مدنی نہ
 حرام ہے اور کیفیت مد وہیں طری اور توتط۔ بلا ثبوت طول کی مدت توتط اور توتط کی مدت طول ان کے نزدیک
 ہیں لیکن مد سے لین کا قصر کم ہوگا اس لیے کہ مد زانی ہر حرف لین قریب کافی ہے۔

توسط کی مقدار دو الف۔ اور ایک قول میں طول کی مقدار پانچ الف اور قسط کی مقدار تین الف ہے۔ اور قسط کی مقدار دو قول میں ایک ہی الف ہے۔

فائدہ: مذکورہ کی چاروں قسموں میں طوئ علی التساوی ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک مختل ہیں زیادہ مذہب اور بعض کے نزدیک تحقیق میں زیادہ مذہب ہے۔ مگر جمہور کے نزدیک تساوی ہے۔ فائدہ: حرف موقوف مقفول کے قائل جب حرف مذکور حرف لیں ہو مثل غائبین۔ لاھبیر۔ تو تین جہ وقف میں ہوگی: (۱) طول مع ال۔ کان (۲) توسط مع ال۔ کان (۳) قصر مع ال۔ کان۔ اور اگر حرف موقوف مسطور ہے تو مد مقفی چھ نکلی ہیں۔

اس میں سے چار جائز ہیں: (۱) طول مع ال۔ کان (۲) توسط مع ال۔ کان (۳) قصر مع ال۔ کان (۴) قصر مع اروم۔ اور (۱) طول مع اروم (۲) توسط مع اروم۔ غیر جائز ہے اس لیے کہ قے واسطے بعد حرف مد کے سکون چاہیے۔ وروم کی حالت میں سکون نہیں ہوتا بلکہ حرف متحرک ہوتا ہے۔ اور اگر حرف موقوف مضموم ہے مثل سنسجین کے تو ضروری عقلی باتیں ہیں۔

ساتھ میں جائز ہیں: (۱) طول مع ال۔ کان (۲) توسط مع ال۔ کان (۳) قصر مع ال۔ کان (۴) طول مع ال۔ غام (۵) توسط مع ال۔ غام (۶) قصر مع ال۔ غام (۷) قصر مع اروم۔

اور دو غیر جائز ہیں: (۱) طول مع اروم (۲) توسط مع اروم۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہونا چاہیے۔

فائدہ: جب مد عارض ہو مد لیں کی جگہ دوں تو ان میں تساوی اور توافق کا خیال رکھنا چاہیے یعنی ایک جگہ مد عارض میں حوال کیا ہے تو دوسری جگہ بھی طول کیا جائے۔ اگر توسط کیا ہے تو دوسری جگہ بھی توسط کرنا چاہیے۔ اگر قصر کیا ہے تو دوسری جگہ بھی قصر کرنا چاہیے۔ ایسا ہی مد لیں میں بھی جب مد لیں ہو تو توافق ہو: چاہیے۔ اور جیسا کہ حوال توسط میں توافق ہونا چاہیے ایسا

یہ اس لیے کہ حرف مد کے بعد ساکن حرف کو متاخر کر دینا خلاف مد اور انش کے خلاف ہے۔ اور مد کے بعد سکون پر مد کو متاخر کرنا صحیح ہے۔

یہ مقدار جو تیرہ برس تک کافی رہتی ہے، اس کو غلہ اور حبس کے ساتھ ساتھ ایک سو روپے کی رقم سے ملے گی۔ اس رقم کو تیرہ برس تک استعمال کرنا ہے۔ اس رقم کو تیرہ برس تک استعمال کرنا ہے۔ اس رقم کو تیرہ برس تک استعمال کرنا ہے۔

[illegible]

ان میں سے کئی کاموں کو ترجیح دینا، ان میں سے کچھ کو اختیار کرنا اور کچھ کو انکار کرنا، ان کے لئے ہے۔
 ریسرچ و میچور، جیلز، رابرٹ، جیمز، ٹیڈ، ڈیوڈ، ایڈمز، کے اعلیٰ ترین سطح پر جاننے والے
 جاننا کہتا ہے۔

ان میں چار وجہیں بالاتفاق جائز ہیں: (۱) طول مع الطول مع الاسکان (۲) توضع مع التوسط مع الاسکان (۳) قصر مع القصر مع الاسکان (۴) قصر مع لزوم مع القصر مع الاسکان۔

اور دو وجہیں مختلف فیہ ہیں: (۱) قصر مع لزوم مع التوسط مع الاسکان اور (۲) قصر مع لزوم مع الطول مع الاسکان۔ باقی دو وجہیں بالاتفاق غیر جائز ہیں۔ اور اصل اول فصل ثانی میں بھی وارد وجہیں عقلی تھیں اور ان میں چار صحیح ہیں اور دو مختلف فیہ ہیں، اور اس صورت میں جو وجہیں نکلتی ہیں وہ بیہنہ مثل فصل اول وصل ثانی کے ہیں اس وجہ سے نہیں بیان کی گئیں۔ اور اصل کل کی حالت میں الف لہجہ کے مذکورہ خلاف ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ استفادہ اور مسئلہ میں پندرہ یا اکیس وجہیں صحیح ہیں۔

فائدہ: یہ وجہیں جو بیان کی گئی ہیں اس وقت ہیں کہ الف لہجہ پر وقف کیا جائے، اور اگر الف رخصن المزجیم پر یا یوم القیام یا نسجین پر وقف کیا جائے گا، کہیں وصل اور کہیں وقف کیا جائے گا تو بہت سی وجہیں ضربی تھیں گی۔ اور ان میں جو صحیح نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وجہ میں ضعیف کو قوی پر ترجیح ہو جائے یا مساوات نہ رہے یا اقوال مختلفہ میں غلط ہو جائے جب یہ وجہ غیر صحیح ہوئی۔

فائدہ: جب تہ عارض اور تہ لہجہ عارض جمع ہوں تو اس وقت عقلی وجہیں کم از کم نو نکلتی ہیں، اب اگر تہ عارض مقدم ہے تو بن پر مثلاً بن جلیع، بن خضوف تو چھ وجہیں جائز ہیں: (۱) طول مع الطول (۲) طول مع التوسط (۳) طول مع القصر (۴) توضع مع التوسط (۵) توضع مع القصر (۶) قصر مع القصر۔

۱۔ اس وجہ سے کہ مذکورہ حالت آرم آئے گا۔

۲۔ چار فصل کل میں، چار فصل اول وصل ثانی میں، چار فصل اول فصل ثانی میں، اور تین فصل ہج کی صورت میں، اس طرح پندرہ وجہیں جائز ہیں۔

۳۔ یعنی پندرہ وجہیں مختلفہ اور پچھتر وجہیں صورتوں میں اور دو بیان کی گئی ہیں۔

بد متفصل کنی جمع ہوں تو ان میں بھی اقوال کو خلط نہ کرے، مثلاً: لَا تَكُونُوا أَحَدُكُمْ إِنْ قَسَمْنَا أَوْ اس میں بھی یہ نہ ہونا چاہیے کہ پہلی جگہ ایک قول دوسری جگہ دوسرا قول لیا جائے بلکہ مساوات کا خیال رکھنا چاہیے۔^۱

قائد: جب بد متفصل اور متصل جمع ہوں اور منفصل مقدم ہو متصل پر مثل: هَوَلَاءِ کے دو جائز ہے منفصل میں قصر اور دو الف، اور متصل میں دو الف، ڈھائی الف، چار الف، اور جب منفصل میں ڈھائی الف مذکرا جائے تو متصل میں ڈھائی الف، چار الف مذکرا جائز ہے اور دو الف غیر جائز ہے اس واسطے کہ متصل منفصل سے قوی ہے اور ترجیح ضعیف کی قوی پر غیر جائز ہے۔ اور جب منفصل میں چار الف مذکرا تو متصل میں صرف چار الف مذکرا ہوگا اور ڈھائی الف، دو الف اس صورت میں غیر جائز ہوگا، جدا ہی روحان کی ہے۔ اور جب بد متصل منفصل پر مقدم ہو مثل: جَاءَ زَيْدًا أَبَاهُ تو اگر متصل میں چار الف مذکرا تو منفصل میں چار الف، ڈھائی الف، دو الف، دو الف، اور قصر جائز ہے اور اگر ڈھائی الف مذکرا ہے تو منفصل میں ڈھائی الف، دو الف اور قصر جائز ہے اور چار الف غیر جائز ہے۔ ایسا ہی اگر متصل میں دو الف مذکرا ہے تو منفصل میں صرف دو الف اور قصر ہوگا اور ڈھائی الف، چار الف، بد مذکرا ہوگا۔^۲

۱۔ اسی طرح ان مذہب میں اقوال الیہان بھی نہیں، وہ کہیں آسمانی کہیں چار الف نہ پڑھیں چاہیے اس لیے کہ ان میں ظلم واجب ہے جس کا حکم یہ ہے کہ جس سے جس طرح ثابت ہو اسی طرح پڑھنا چاہیے، بخلاف بد عارض کے کہ اس میں تمام آیتوں سے عینوں و کسک طوں، تو نظر، شعر ثابت ہے۔ ایسے اختلاف کو خلاف جائز کہتے ہیں۔ البتہ اہم امور تقسیم کے لیے جس طرح کتاب میں بیان کیا گیا اسی طرح اللہ کریم اور مشرعی نے چاہا اور غیہ صحیح کمال کر سمجھو جائے اور اگر متصل بد متصل ایک جہ آئے اور ان میں مساوات نہ رہے تو کوئی حرف ضعیف لیکن متصل کو متصل پر ترجیح نہ دینا چاہیے اس لیے کہ متصل متصل سے قوی ہے۔

۲۔ یعنی ترجیح لازم نہ کی۔

۳۔ تاکہ ترجیح لازم نہ رہے۔

فائدہ: جب متصل متصل کنی جمع ہوں مثل: **بِأَضْمَاءٍ هَلُولًا** تو انہیں قواعد پر قیاس کر کے وہ صحیح غیر صحیح نکال لی جائے۔

فائدہ: جب متصل کا حمزہ اخیر کلمہ میں واقع ہو اور اس پر وقف امکان یا اشہام کے ساتھ آیا جائے مثل: **بِأَضْمَاءٍ هَلُولًا**، فیسی ء تو اس صورت میں طویل بھی جائز۔ چہ اور سکون کی وجہ سے۔ یہ قصر جائز نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ اس صورت میں سبب اصلی کا الفاء اور سبب عارضی کا اعتبار لازم آتا ہے اور یہ غیر جائز ہے۔ اور اگر وقت بالزوم آیا ہے تو صرف تو سہل ہوگا۔

فائدہ: خلاف جائز ملے جو وہیں تعلق میں مثل: **اولیٰہ اسماء وغیرہ** کے ان میں سب وجوہ کا ہر جگہ پڑنا معیوب ہے، اس قسم کی وجوہ میں ایک جہد کا پڑنا کافی ہے البتہ افادہ کے لحاظ سے سب وجوہ کا ایک جگہ جمع کر لینا معیوب نہیں۔

فائدہ: اس فصل میں جو غیر جائز اور غیر صحیح کہا گیا ہے مراد اس سے غیر اولیٰ ہے، تازی، ہر کے واسطے معیوب ہے۔

فائدہ: اختلاف مراتب میں خط کرنا یعنی ایک لفظ کا اختلاف دوسرے پر موقوف ہو، مثلاً: **فَلَمَّا لَقِيَ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ** اس میں **آدَمَ** کو مرفوع پر ہمیں تو **كَلِمَاتٍ** کو منصوب پڑنا ضروری ہے، ایسا ہی بالعکس۔ ایسے اختلاف کے موقع پر غلط یا نفل حرام ہے اور اگر ایک روایت کا التزام کر کے پڑھا اور اس میں دوسرے کو غلط کر دیا تو کذب فی الروایت لازم آئے گا اور علیٰ سبب تفاوت فاذ جائز ہے، مثلاً **حُفْصٌ** بلسیلہ کی روایت میں دو طریق مشہور

۱۔ **ہم** اگر چہ **واہم** اذہم ہے لیکن ہم میں بدل کے ہے اس مراد سے صرف یہ متصل کا تو نہ ہوگا۔

۲۔ یعنی جن مختلف فیہوں پر ہم التزام کا اتفاق ہو مثل کلیتہً **وقف**، امکان، **ماہم**، **رو**، **یاء** عارض کے اجراء میں وغیرہ اس میں کسی ایک جہد کا پڑنا کافی ہے۔

۳۔ لیکن روایت خاص دینے پر یہ غلط جانے نہیں۔

رُخْفَةً، بَعْمَةً اور اُکرا بیان ہو تو آخر حرف پُر اثر روزر ہیں تو توحین کو الحف سے بدل دین
 ہے، مثل: سَوَاءٌ، هُذًى O اور اُکرا حرف توقف پر ایک زیر ہے تو وقف صرف اسکان کے
 ساتھ ہوگا، مثل: بَغْلَمُونِ کے اور اُکرا آخر حرف پر ایک پیش یا دو پیش ہوں، مثل: وَسُوقِ،
 يَفْعَلُ تو وقف اسکان اور اشمام اور روم تینوں سے جائز ہے۔ اشمام کے معنی ہیں حرف کو ساکن
 کر کے ہوتوں کو شعر کی طرف اشارہ کرنا اور روم کے معنی ہیں حرکت کو فنی صوت سے ادا کرنا
 اور اُکرا آخر حرف پر ایک زیر یا دو زیر ہوں، مثل: ذُو اَبْغَمٍ، وَلَا هِيَ السَّمَاءُ تو وقف میں
 اسکان اور روم دونوں جائز ہیں۔

فائدہ: روم اور اشمام اسی حرکت پر ہوگا جو کہ اصلی ہوگی، اور اُکرا حرکت عارضی ہوگی تو روم
 و اشما جائز نہ ہوگا، مثل: اَنْذِرِ النَّاسَ، عَلَيْكُمُ الضَّامُ
 فائدہ: روم کی حالت میں توحین حذف ہو جائے گی، جیسا کہ باء ضمیر کا صلہ وقف پاروم اور
 پاراسکان میں حذف ہوتا ہے، مثل: فَعْلٌ، فَعْلٌ۔

فائدہ: اَنْظَنُونَا اور اَلْمَوْسُولَا اور اَلْمَشِيْلَا جو سورۃ احزاب میں ہے اور پہلا قواویرا جو
 سورۃ دہر میں ہے اور اُفعا جو ضمیر مرفوع متصل ہے ایسے ہی لکھنا جو سورۃ کیف میں ہے، ان
 کے آخر کا الف وقف میں پڑھ جائے گا اور وصل میں نہیں پڑھا جائے گا اور صلا مبتلا جو
 سورۃ دہر میں ہے جائز ہے وقف کی حالت میں اثبات الف اور حذف الف۔

فائدہ: آیات پر وقف کرنا زیادہ ادب اور مستحسن ہے، اور اس کے بعد جہاں نہ لکھی ہو، اور
 اس کے بعد جہاں نہ لکھی ہو، اور اس کے بعد جہاں نہ لکھی ہو، اس کے بعد جہاں نہ لکھی
 ہو۔ اولیٰ پر تحریر اولیٰ کو ترجیح نہ دینا چاہیے، یعنی آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر وقف کرنا یا (م) کی

لہ اس ہے کہ سکون اصلی، روم، اشمام ہے، لفظ اُکرا میں (ر) کا زیر اور علیحدگی کی مہم کا پیش پر حرکت
 عارضی اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے۔

جگہ حاصل کر کے (جگہ) وغیرہ پر وقف کرنا، بلکہ ایسا عذر نہ کہے کہ جب سانس توڑے تو آیت پر یا (وہ) پر بعض کے نزدیک اس آیت کو بعد سے تعلق فقہی ہو تو وہاں پر وصل دیا ہے نفس سے۔ دراصل کسی جگہ صرف وقف یا وقف کی جگہ صرف وصل کرنے سے معنی نہیں بدلتے اور مستثنیٰ کے نزدیک یہ نہ گناہ ہے نہ گنہگار ہے البتہ قواعد عرفیہ کے خلاف ہے جن سے اتباع کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ایسا معنی غیر مراد لازم نہ آئے۔ ایسا ہی امادہ میں بھی لحاظ رکھنا چاہیے، بعض جگہ امادہ نہایت قبیح ہوتا ہے جیسا کہ وقف نہیں کہیں حسن نہیں قبیح کہیں قبیح ہوتا ہے، یہاں ہی امادہ نہیں چاہیے، قسم دہوتا ہے۔ تو جہاں سے امادہ حسن یا حسن ہو وہاں سے کرنا چاہیے ورنہ امادہ قبیح سے ابتداء بہتر ہے، مثلاً: **فَالْوَالِدَانِ لِلْفَقِيرِ** سے امادہ حسن ہے اور انی اللہ سے قبیح ہے۔

فائدہ: تمام اوقاف پر سانس توڑنی باوجود ہم ہوئے کے کرنا چاہیے۔ قاری کی مثال مثل مسافر اور اوقاف کو مثل منازل کے سمجھتے ہیں، تو جب ہر منزل پر بلاشرورت ٹھہرنا غلط اور درست و خدشہ کرنا ہے تو ایسا ہی ہر جگہ وقف کرنا فعل مبیح ہے، جتنی یہ وقف کرنا کا اتنی دیر میں ایک دفعہ نہ جائیں گے۔ البتہ لازم مطلق پر اور ایسا ہی جس آیت کو بعد سے تعلق عقلی نہ ہو اس جگہ وقف کرنا ضروری اور مستحسن ہے۔ اور کل کو بعض مسائل کرنا یا درجہ احکام وقف کے میں ان کو نہ کرنا یا سانس توڑنے، اس کو وقف نہیں کہتے یہ سنت غلطی ہے۔

فائدہ: کلمات میں قطع اور سکت نہ ہونا چاہیے نعمتہ ملکوں پر، البتہ یہاں روایت ثابت ہوا ہے کہ اس میں کوئی عیب نہ ہے بلکہ اس کے خلاف نہ جانا۔ تو قطع نہ جانا، عقلی مامست ہے، یہاں پر اس سے مراد قواعد ہیں۔

یعنی وقف لازم دیا وقف مطلق نہ۔

یعنی قطع سے قطع ہونا کہ میں بدعتی ہے درستہ آخر میں ہوتا ہے، بدعتی کیفیت اس میں کوئی فرق نہیں، اور وہاں تک بدعت ہوتا ہے اور مسائل وہاں میں بدعتی، نہاں ہے صرف اطلاق اور عمل کا فرق ہے۔

ہے وہاں سکتہ کرنا چاہیے اور یہ چار جگہ ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا چکا ہے۔ اذیت پر سکتہ کرنے تو کچھ مفاد نقد نہیں ہے۔ اور عوام میں جو مشہور ہے کہ سورۃ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا نہایت ضروری ہے، اگر سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام ہو جائے گا، یہ سخت غلطی ہے۔ وہ سات جگہ یہ ہیں۔ ذُلُّ، هَرَبٌ، كَبُوْ، كُنْعٌ، كَسَسٌ، نَعْلٌ، بَعْلٌ اگر ایمانی کسی کلمہ کا اوّل کسی کلمہ کا آخر ما کر کلمات کڑے جائیں تو اور بھی بہت سے سکتے نکلیں گے، جیسے مَا، عَلٰی قَارِی، یہ سب سے پیش مقدمہ جزئیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”وَمَا أَشْهَرُ غَنَى لِّإِن يَغْضِبُ الْغَفْلَةُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ لِلشَّيْطَانِ كَذَا مِنَ الْأَسْمَاءِ فِي مَثَلِ هَذِهِ، لَمْ يَكُنْ مِنَ الْبَنَاءِ فَغَضًا فَاجَسَ وَأَطْلَقَ فَبَيَّعَ لَمْ نَكْنُهِمْ عَلَى نَعْمٍ ذَالِ الْخَمْدِ، وَتَكَافَ إِثَالَهُ، وَانْقَالَبَ غَنْطٌ ضَرْبٌ“۔

فائدہ: کتابیں میں جو تون ماکن ہے یہ تون تون کا ہے اور مرسوم ہے۔ اس لفظ کے سوا صحیفہ عثمانی میں کہیں تون نہیں کبھی ہائی۔ اور قعدے سے یہاں تون وقف کی حالت میں حذف ہوا چاہیے مگر چونکہ وقف باقی رسم خدا کے ہوتا ہے اور یہاں تون مرسوم ہے، اس وجہ سے وقف میں ثابت رہے گی۔

فائدہ: آخر کلمہ کا حرف طے جب غیر مرسوم ہو تو وقف میں بھی محذوف ہوگا اور جو مرسوم ہوگا وہ وقف میں بھی ثابت ہوگا، عبارت فی التسمیٰ کی مثال: وَأَقْبِمُوا الصُّوْفَ تَحْبِهَا: لَا تَنْهَرُ، لَا تَنْهَرُ الْخَمْرُثُ، اور محذوف فی الزمر کی مثال: لِحَاذِ هَبْلُونَ، وَتَسْوَفَ يُؤْتِ اللَّهُ سُوْرَةَ نَسَاءِ، اَلُنَّجِ الْمُوْصِنِ سُوْرَةَ يُوْسُفِ، مَنَابِ، عَقَابِ سُوْرَةَ رَعْدِ میں۔

ب: اگرچہ اس میں بعض جہلائی زبان پر جو مشہور ہے کہ قرآن میں سورۃ فاتحہ کے اور مثل ان قرآن میں محذوف ہیں عیضات کے سات نام ہیں، پس یہ غلط غلطی اور اطلاق صحیح ہے بحران کا الْخَمْدُ کی مثال اور اِثَالَهُ کے صحیح یہ اور اس کی مثال میں سکتہ کرنا کمال غلطی ہے۔

آخر سورہ نمل میں جو فہمنا افن اللہ ہے اس کی (حد) ہو جو کہ غیر مزید ہے وقت میں اثبات اور حذف نہ ہے، اس واسطے کہ اصل میں فہمنا پر ہے اس کو مفتوح پڑھتے ہیں، مثل۔ وبنذع الإنسان سورۃ فی السرائر میں، وبنذع اللہ الفہم سورۃ شوریٰ میں، وبنذع الذیاع سورۃ قمر میں، وبنذع الذیابنہ سورۃ علق میں، ایہ المؤمنون سورۃ نور میں، ایہ المشاجر سورۃ زمر میں، ایہ الفضلین سورۃ زمر میں، ایہ اقرشک فی الزمر کی وجہ سے غیر مزید ہو تو اس قسم کا حذف وقت میں نہ ہوتا، اس کی مثال، یحییٰ، ویسعی، وإن نلوا لننصفوا، جاء، ماء، سواہ، قراء الجعفر۔

فائدہ: لانا فہمنا غلٹی یوسف اصل میں لانا فہمنا دونوں ہیں اور پہلا یون مضموم ہے دوسرا مفتوح اور لانا یہ ہے اس میں فہمنا الہام ودرکھن، ونام نہا تہمیں، بلکہ ادغام کے ساتھ انجام ضرور کہتا چاہیے اور الہام کی حالت میں وہ ضروری ہے۔

فائدہ: حرف ہیرا اور موقوف کا خیال رکھنا چاہیے کہ کمال طور سے ادایوں نہ اس کے جب ہیرا یا عین موقوف کسی حرف ساکن کے بعد ہو، مثل ضیی، سواہ، جوع اکثر خیال نہ کرنے سے ایسے موقع پر حرف بالکل ادائیگی ہوتا یا ناقص ادائیگی ہے۔

فائدہ: نون خفیہ قرآن شریف میں دو جگہ ہے ایک وایکوفان الصاعرین سورۃ یوسف میں، دوسرا نسفعا سورۃ علق میں۔ یہ نون وقت میں الف سے بدل جائے گا اس وجہ سے کہ اس کی رسم الف کے ساتھ ہے۔

فصل اول

جو مانا چاہیے کہ قاضی مقررین نے وہ نئے چار علموں کا تائید و توثیق کیا ہے۔

(۱) امر توبہ پر مبنی حروف کے غبار کی اور اس کی علامات کا جاننا۔

(۲) امر اوہام کے معنی میں اس وقت کو جاننا کہ اس کلمہ پر کس حد تک مکتب کرنا چاہیے اور کس حد تک

تذکرہ کرنا چاہیے، اور کس مکتبی کے حجاب سے تسبیح و تحسن ہے، اور زبان لازم اور غیر لازم ہے۔

تجویز کے اٹھ سببوں میں بیان دینے میں اور وظائف جو قبول اور سے ہیں موقوف ہیں اور یہ کلمے

اور جو قبول موقوفی سے ہیں مختلف طور سے اس نے ہر مذکورہ جہاں میں استعمال کی ہیں، بیان کرنا

اور تفصیل میں کرنا۔ (۳) کتاب میں جو ہے کی تہذیب و تفسیر و تفسیر ہے۔

(۴) امر و مکتبی اس کا میں جو کلمہ جو تفسیر و تفسیر سے مکتبی اس کلمہ کو نہیں ہے اس طرح لکھنا

چاہیے کیونکہ میں تو یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے۔ اب اگر ایسے موقع پر جہاں

مطابقت نہیں ہے وہاں لکھنا و مطابقت ہم کے لکھنے کو تو یہی بھی رہی غلطی سمجھ کر لی، مثلاً:

وہمیں بخیر الف کے لکھنا تو یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے اور اس کے لکھنا تو یہ ہے اور

لا الی اللہ تکشرون، لا ارضعوا، لا اذیعہ، لا اذیعہ ان پر، یہی میں لکھنا تو یہ ہے اور

ہے اور لکھنے میں لکھنا، اب یہ ان لکھوں میں مطابقت ہم سے لکھنا اور اس کے لکھنے میں

ہم جو ہے اور یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے اور اس کے لکھنے میں

ہم جو ہے اور یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے اور اس کے لکھنے میں

ہم جو ہے اور یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے اور اس کے لکھنے میں

ہم جو ہے اور یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے اور اس کے لکھنے میں

ہم جو ہے اور یہ امر و مکتبی اس کلمہ سے اور نہیں کیا، مطابقت ہے اور اس کے لکھنے میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس متفقہ طور سے لکھا ہوا تھا، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انھیں ایک جمعہ جمع کیا گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۔۔۔ یہ بات ہی اہتمام اور اہتمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے متفقہ قرآن شریف لکھا کر جا بجا بھیجے گئے۔ جمعہ اول بدرجہ منیٰ میں اتنا فرق ہے کہ پہلی ورقہ میں مع غیر مرتب تھا اور مع ثانی میں سورتوں کی ترتیب کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کام کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ لیکن یہ کام ابھی تک جاری تھا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مشہور اور ہی مرض سے موافق جناب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تھا اور بارہویہ سہارے کا کام جمیع مع دو طرف کے حافظہ ہونے کے بعد بھی یہ اختیار اور اہتمام تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قسم تھا کہ جو کچھ جسکے پاس قرآن شریف لکھا ہوا ہو وہ لا کر پیش کریں اور کم از کم دو گونہ بھی مانجھ لکھا ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ لکھا گیا ہے اور جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا تھا ویسا ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا یا، بلکہ بعض اہل اہل رسم اس کے متکمل ہیں کہ انہیں عثمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ام اور اماء سے ثابت ہوئی ہے۔ اس طرح یہ قرآن شریف باجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس رسم سے اس پر قید مضرب غیر متفقہ لکھا گیا۔ اس کے بعد قرآن ثانی میں آسانی کی غرض سے عربیہ در نقطے بھی حروف میں آئیے گئے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ رسم تہ قیفی ہے ورنہ جس طرح انہی نے اس عربیہ اور نقطے ثانی نے لیے دیکھے ہیں ایسا ہی ہم غیر مطابق کو مدح میں کر دیتے۔ اور یہ بات بعد از قیاس ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اس غیر مطابق اور زوائد کو

انہی نے لکھا اور ان کے ہیں لکھی تھیں اور ہم متفقہ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ رسم قرآن پاک ہ

دیکھتے اور پھر اس کی اصلاح نہ فرماتے، خاص کر قرآن شریف میں۔ اسی واسطے جمع خلفاء اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ ائمہ مجتہدین وغیرہم نے اس رسم کو تسلیم کیا ہے اور اس کے خلاف کو خلاف کی جگہ جائز نہیں رکھا۔ اور بعض اہل کشف نے اس رسم خاص میں بڑے بڑے اسرار بیان کیے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ رسم پہ منزلہ حروف مقطعات اور آیات متطابحات کے ہے: **رَٰحَمَا نَعْلَمُ طَوْفَ يَلْهُ بِاللَّهِ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا**۔

(۳) علم قرأت یہ وہ علم ہے جس سے اختلاف الفاظ وحی کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور قرأت دو قسم پر ہے۔

(۱) وہ قرأت ہے جس کا پڑھنا صحیح ہے اور اس کی قرأت آیت کا اعتقاد کرنا ضروری اور لازمی ہے اور انکار و استہزاء و گناہ اور کفر ہے۔ اور یہ وہ قرأت ہے جو قرآن عشرہ سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت ہوئی ہے۔

(۲) قرأت ان سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت نہیں ہوئیں یا ان کے ماسوا سے مروی ہیں وہ سب شاؤہ ہیں، اور شاؤہ کا حکم یہ ہے کہ اس کا پڑھنا قرأت آیت کے اعتقاد سے یا اس طرح کہ سامع کو قرآن شریف پڑھے جانے کا وہم ہو، حرام اور ناجائز ہے۔ آج کل یہ بلا بہت ہو رہی ہے کہ کوئی قرأت متواترہ پڑھے تو مستحزایں کرتے ہیں اور میزحی بائگی قرأت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بعض حفاظ قاری صاحب بننے کے لیے تفسیر وغیرہ دیکھ کر اختلاف قرأت سے چھٹے لگتے ہیں اور یہ تفسیر نہیں ہوتی کہ یہ کوئی قرأت ہے، آیا اس کا پڑھنا صحیح ہے یا نہیں، اور شاؤہ ہے یا متواتر، دونوں دھڑات کا تھم ماسبق سے معلوم ہو چکا کہ کس درجہ بُرا کرتے ہیں۔

فصل ثانی

قرآن شریف کو اللہ اور انعام کے ساتھ پڑھنے میں اختلاف ہے۔ بعض حرام، بعض مکروہ، بعض مباح اور بعض مستحب کہتے ہیں۔

پھر اطلاق اور تحدید میں بھی اختلاف ہے مثلاً قول محقق اور محقق یہ ہے کہ اگر قواعد موسیقیہ کے لحاظ سے قواعد تجوید کے ٹکڑے ہیں تب تو مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح ہے یا مستحب۔

یہ مطلقاً صحیح صورت سے پڑھنا، رعایت قواعد تجوید کے مستحب اور مستحسن ہے، جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی اور بلا تکلف بلا رعایت قواعد موسیقیہ سے ذرا بھر بھی وقف نہیں ہوتے اور نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہیں، اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جمعی ہے، ان واسطے ہر ایک کا لہجہ الگ الگ اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، ہر ایک اپنے لہجہ کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے، اختلاف انعام کے کہ ان کے اوقات مقرر ہیں کہ دوسرے وقت میں نہیں جتے اور نہ اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہو گیا، تم اور لہجہ میں کیا فرق ہے؟ طبعی کو اچھے کہتے ہیں بخلاف غیر کے۔

اب یہ بھی معلوم رہا ضروری ہے کہ انعام کسے کہتے ہیں؟ وہ یہ ہے کہ تشہید صحت کے واسطے جو خاص قواعد مقرر کیے گئے ہیں ان کا عام کر کے پڑھنا یعنی کہیں غلطی نہ کیں، جہاں کہیں جلدی نہ کرنا کہیں نہ کرنا، کہیں آواز کو پست نہ کرنا، کہیں بلند کرنا، کسی ٹکڑے کو جتنی سے اتار کر کسی کو نرمی سے، کہیں رونے کی سی آواز نہ لگنا، کہیں کچھ کہیں چھو جو جانتا ہے، وہی ان کرے۔ البتہ جو بڑے اس فن کے ماہر ہیں ان کے قول یہ سنے گئے ہیں کہ اس سے کوئی آواز نہ لی نہیں ہوتی، ضرور بالضررہ، کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقی کا پایا جائے گا۔ خصوصاً جب انسان ذوق و شوق میں کوئی چیز پڑے گا باوجودیکہ وہ چاہے بھی اس فن سے واقف نہ ہو مگر کوئی نہ کوئی نظم سرزد

ہو گا، اسی واسطے بعض محتاط لوگوں نے اس طرح پڑھنا شروع کر دیا ہے کہ قیسین صحت کا دوا بھر بھی نام نہ آئے کیونکہ قیسین صحت کو لازم ہے غم، اور میں نے احتیاط ضروری ہے، اور یہی بعض اہل احتیاط، اہل عرب کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ لوگ تو گائے پڑھتے ہیں۔ لکن یہ قیسین کسی خیر منوع نہیں، اور اس سے منکر ہے۔

خلاصہ اور ماحصہ ہمارا یہ ہے کہ قرآن شریف و تجوید سے پڑھے اور فی الجملہ خوش آوازی سے پڑھے اور قواعد موسیقیہ کا خیال نہ کرے کہ موافق ہے یا مخالف، اور صحت، خوف اور معافی کا خیال کرے، اور معنی اگر نہ جانتا، تو اتنا ہی خیال کافی ہے کہ مالک غفلت عز و جل کے کام کو پڑھ رہا ہوں اور وہ کتاب پڑھنے کے آداب مشہور ہیں۔

تمت بالمعنی

۱۔ قرآن مجید کا ادب، احترام، عزت نہ رکھنے سے اس کی بات چند مسائل اگلے صفحہ میں درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من غلبۃ الشیطان الرجیم

قرآن مجید پڑھنے کے آداب

• مسئلہ (۱) پڑھنے والے کو چاہیے کہ پاک و صاف ہو اور بدھوش و بے پرواہ نہ ہو کہ پاک جگہ بیٹھ کر پڑھے۔

• مسئلہ (۲) ہر وضو قرآن مجید کو نہ چھو چاہیے۔

• مسئلہ (۳) قرآن مجید نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

• مسئلہ (۴) قرآن مجید خوش آوازی سے پڑھنا چاہیے۔

• مسئلہ (۵) قرآن مجید کو اخلاص و باطلہ اور بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے، لیکن سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیے، چاہے شروع قرأت ہو یا درمیان قرأت ہو اور اگر درمیان قرأت میں سورہ توبہ شروع کریں تو کسی قسم کا استعاذہ نہ کرنا چاہیے۔

• مسئلہ (۶) قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔

• مسئلہ (۷) قرآن مجید سنا سنا کر پڑھنے اور قتل پڑھنے سے افضل ہے۔

• مسئلہ (۸) قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے، جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔

• مسئلہ (۹) قرآن مجید کے پڑھنے میں سماعت، لحاظ اور توجہ سمجھنا بہت حاکم رکھنا چاہیے حتیٰ الامکان اور قاف میں بھی غلطی نہ ہونا چاہیے۔

• مسئلہ (۱۰) جو شخص غلط قرآن مجید پڑھتا ہو تو غلطی والے پر واجب ہے کہ تارے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔

• مسئلہ (۱۱) قین و ن سے کم میں قرآن مجید نسخ کرنا خلاف ولی ہے۔

مسئلہ (۱۲) قرآن مجید جب ختم ہو تو تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا بہتر ہے۔

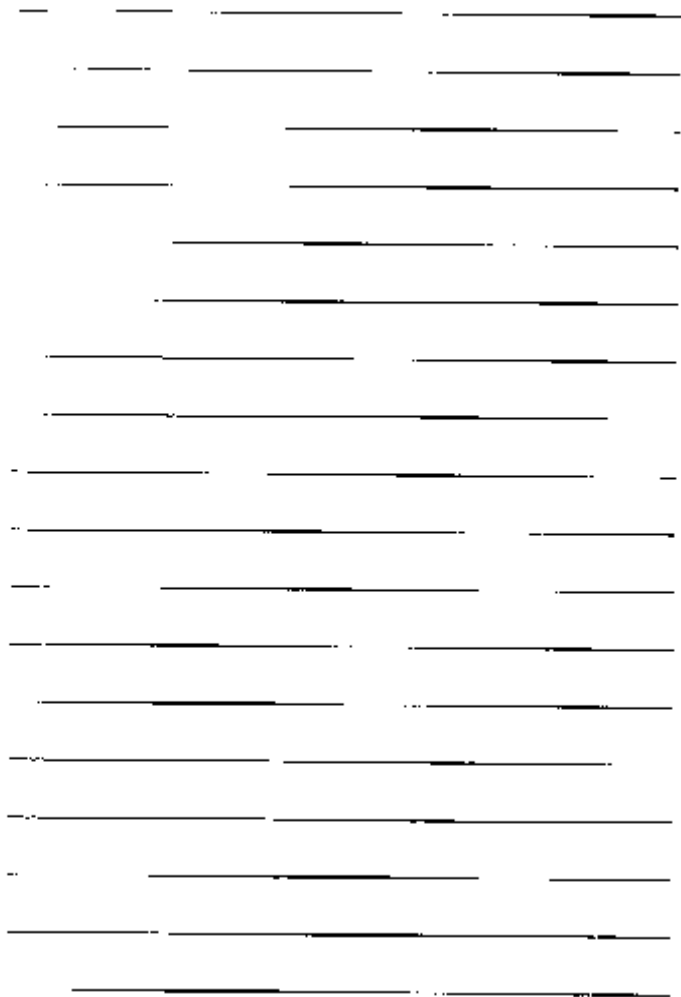
مسئلہ (۱۳) قرآن مجید ختم کر کے دو بار دُعا کرتے ہوئے مُغْبِحُوْنَ تک پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ (۱۴) قرآن مجید ختم ہونے پر دعا مانگنا چاہیے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

مسئلہ (۱۵) تلاوت کرتے وقت کوئی شخص ”عظیم دینی مشائخ، بابا شاہ اسماعیل، یا عالم دین یا بیہ یا استاد یا والد آجائے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے۔

مسئلہ (۱۶) غسل خانہ اور موضع نجاست میں قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں۔

پادواشت



مکتبۃ البشری کی مطبوعات

اردو کتب

تھا ناؤں	
عقائد اہل حق	تفسیر احادیث
مباحث لسانی القرآن (اہل دہم و سہم)	اکرام مسلم
زیر طبع کتب	
مصنوعین	تعلیم و تہذیب
آسان اصول شرع	خصائج
عربی کا معلم (سہم و چہم)	مطلوع النجاش

مطبوعہ کتب

(نیشنل سنڈا)

لسان التکریم (اہل دہم و سہم)	تعلیم و تہذیب (مکمل)
خصائج اہل حق شرح مشکل زندگی	چنگی زہر (۳۰ حصے)
الحرب الاسلامیہ (۱۰۰ ترغیب پر)	تفسیر چٹلی (۲۰ جلد)
خطبات الامام نجف عابد و عالم	

(نیشنل سنڈا)

الحرب الاسلامیہ (۱۰۰ ترغیب پر)	تفسیر المنطق
المحکمۃ (۱۰ جلد)	علم و تہذیب
علم العرب و اللغات (آخرین)	جہان القرآن
عربی متون العربیہ	میر و مہم
عربی کا آسان قواعد	تسویل المبتدی
فارسی کا آسان قواعد	فرائد تہذیب
عربی کا معلم (اہل دہم)	نیشنل تحریر
غیر الاسلامی احادیث و روایات	دار الفکر
روایت ادب	دار الفکر
ادب و تہذیب	تعلیم و تہذیب
مفتی المسندین	جہان القرآن
تعلیم و تہذیب (مکمل)	بروز و تہذیب